﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

# الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12

جمعۃ المبارک 10/جون 2005ء

02/جمادی الاوّل 1426 ہجری قمری ❁ 10/احسان 1384 ہجری شمسی

شمارہ 23


## مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”خبردار ہو کہ عیسیٰ بن مریم (مسیح موعود) اور میرے درمیان کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ خوب سن لو کہ وہ میرے بعد امت میں میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ ضرور دجّال کو قتل کرے گا۔ صلیب (یعنی صلیبی عقیدہ) کو پاش پاش کرے گا اور جزیہ ختم کر دے گا۔ اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو جسے بھی ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائے“۔ (طبرانی الاوسط والصغیر)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

**تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا ہے کہ وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بد بخت نہیں ہوتا۔**

میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دُشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پُورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔

**ہمیں اپنا کوئی دُشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دوتین مرتبہ دُعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں۔**

”خدا تعالیٰ کی محبت کی بابت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن بعض اشیاء بعض سے پہچانی جاتی ہیں مثلاً ایک درخت کے نیچے پھل ہوں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اوپر بھی ہوں گے لیکن اگر نیچے کچھ بھی نہیں تو اوپر کی بابت کب یقین کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح پر بنی نوع انسان اور اپنے اِخوان کے ساتھ جو یگانگت اور محبت کا رنگ ہو اور وہ اس اعتدال پر ہو جو خدا نے قائم کیا ہے تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی محبت ہو۔ پس بنی نوع کے حقوق کی نگہداشت اور اِخوان کے ساتھ تعلقات بشارت دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کا رنگ بھی ضرور ہے۔

دیکھو دُنیا چند روزہ ہے اور آگے پیچھے سب مرنے والے ہیں۔ قبریں مُنہ کھولے ہوئے آوازیں مار رہی ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی نوبت پر جا داخل ہوتا ہے۔ عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی، اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دُوسرے قدم اٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں اور یہ پکّی بات ہے کہ وہ یقینی ہے، ٹلنے والی نہیں، تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اُس کے لئے تیار رہے۔ اسی لیے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے۔ ﴿فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ﴾ (البقرہ: 133) ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان دو حقوق کی پُوری تکمیل نہ کرے، بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ حقوق بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور دُوسرے حقوق العباد۔

اور حقوقِ عباد بھی دو قسم کے ہیں ایک وُہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں۔ خواہ وُہ بھائی ہے یا باپ، یا بیٹا مگر ان سب میں ایک دینی اخوّت ہے۔ اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اُسی کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو۔ بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں، تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے کوئی فرق نہ آوے۔ اس لیے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔

بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دُشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے پُورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا ہے۔ ﴿قَالَ رَبُّکُمُ ادۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ﴾ (المومن :61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دُشمن کے لیے دُعا کرو تو قبول نہیں کروں گا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دُعا کرنا یہ بھی سُنّتِ نبوی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سے مسلمان ہوئے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم آپ کے لیے اکثر دُعا کیا کرتے تھے۔ اس لیے بُخل کے ساتھ ذاتی دُشمنی نہیں کرنی چاہئے۔ اور حقیقتاً موذی نہیں ہونا چاہئے۔ شکر کی بات ہے کہ ہمیں اپنا کوئی دُشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دوتین مرتبہ دُعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں۔ اور یہی مَیں تمہیں کہتا ہوں اور سِکھاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ اس سے کہ کسی کو حقیقی طور پر ایذا پہنچائی جاوے اور ناحق بُخل کی راہ سے دُشمنی کی جاوے، ایسا ہی بیزار ہے جیسے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے ساتھ ملایا جاوے۔ ایک جگہ وہ فصل نہیں چاہتا اور ایک جگہ وصل نہیں چاہتا۔ یعنی بنی نوع انسان کا باہمی فصل اور اپنا کسی غیر کے ساتھ وصل۔ اور یہ وہی راہ ہے کہ منکروں کے واسطے بھی دُعا کی جاوے۔ اس سے سینہ صاف اور انشراح پیدا ہوتا ہے اور ہمّت بلند ہوتی ہے۔ اس لیے جب تک ہماری جماعت یہ رنگ اختیار نہیں کرتی اُس میں اور اس کے غیر میں پھر کوئی امتیاز نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ ضروری امر ہے کہ جو شخص ایک کے ساتھ دین کی راہ سے دوستی کرتا ہے اور اس کے عزیزوں سے کوئی ادنیٰ درجہ کا ہے تو اس کے ساتھ نہایت رِفق اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اُن سے محبت کرنی چاہئے۔ کیونکہ خدا کی یہ شان ہے۔ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تمہیں چاہئے کہ تم ایسی قوم بنو جس کی نسبت آیا فَاِنَّھُمۡ قَوۡمٌ لَا یَشۡقٰی جَلِیۡسُھُمۡ یعنی وہ ایسی قوم ہے کہ ان کا ہم جلیس بد بخت نہیں ہوتا۔ یہ خلاصہ ہے ایسی تعلیم کا جو تَخَلَّقُوۡا بِاَخۡلَاقِ اللّٰہِ میں پیش کی گئی ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 69-68 جدید ایڈیشن)

❁❁❁❁❁ ❁ ❁❁❁

## فرمودات خلفاء

آنحضرت ﷺ کی غلامی اور متابعت میں کامل فتح کے حصول کے عزم کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”پس قرآن کریم نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو مَیں نے (یعنی خدا نے) اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ دنیا کے تمام دینوں پر اس کے دین کو یا اس کو غالب کر دے۔ تو یہ منصوبہ تو بن چکا ہے اور ہم اس منصوبہ کو پورا کرنے میں اپنی سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ تمہیں توفیق نہیں مل رہی کہ اس منصوبے کے لئے کام کرو، تمہیں یہ توفیق نصیب نہیں ہو رہی کہ اسلام کے غلبہ کے لئے ہماری طرح قربانیاں دو، اپنی جان و مال اور عزتیں پیش کرو، زندگیاں وقف کرو، اسلام اور دیگر مذاہب پر غور و فکر کرتے ہوئے نئے نئے نکات لے کر آؤ، نئے دلائل پیش کرو، نئے براہین سے دنیا کا مقابلہ کرو اور ان کو فتح کرو۔ لیکن تم تو ان باتوں سے عاری ہو۔ تمہارے دامن میں تو سوائے گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں، سوائے جبر اور تشدد کی تلوار کے تمہارے پاس ہے کیا؟۔ ہم تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ حالت میں پاتے ہیں۔ ہم تو اپنے وجود کو اس نقشہ کے اندر لکھا ہوا پاتے ہیں اور اپنے نقوش اس نقشہ میں مرتسم پاتے ہیں جو قرآن کریم میں بنایا گیا۔ ہم سے زیادہ خوش نصیب اور کونسی قوم ہو سکتی ہے۔ اور تم خود ان نقوش کو ابھار رہے ہو اور تمام دنیا میں یہ اعلان کر رہے ہو کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے تمام دنیا کی فتح کا منصوبہ بنایا ہے اور وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی جماعت کے سوا اور کوئی جماعت ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ہم تو اس تقسیم پر راضی ہیں۔ تمہارا دل جو چاہتا ہے کرو، جو زور لگتا ہے لگا لو، جتنی طاقتیں سمیٹ سکتے ہو سمیٹ لو اور ساری دنیا میں احمدیت کے خلاف پراپیگنڈا کرو کہ یہ جماعت تم سب کے لئے ایک خطرہ ہے۔ مگر ہم اس منصوبے پر عمل درآمد کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ ہمارا ایک بھی قدم تمہارے خوف سے پیچھے نہیں ہٹے گا کیونکہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام ہیں اور ہم نے آپؐ کو ہی اپنے آقا اور اپنے مولیٰ کے طور پر پکڑا ہوا ہے۔ آپؐ کے دامن کو ہم نے نہیں چھوڑنا۔ آپؐ کے غلام پیچھے ہٹنے والے غلام نہیں تھے۔ آپؐ کے غلاموں کی فطرت کا خمیر اس مٹی سے نہیں اٹھایا گیا جس مٹی میں بزدلی پائی جائے۔

پس ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس میدان میں لازماً آگے بڑھیں گے اور ہر میدان میں آگے بڑھتے ہی چلے جائیں گے۔ ہر جہت میں آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ ہم اور ہماری آنے والی نسلیں، ہمارے بوڑھے اور ہمارے بچے چین نہیں لیں گے جب تک محمد مصطفیٰ ﷺ کا تاج ظالموں کے سروں سے نوچ کر واپس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور پیش نہیں کر دیتے۔ وہی ہمارے لئے طمانیت کا وقت ہے، وہی ہمارے لئے چین اور آرام جاں ہے، اسی کی خاطر ہم مرتے ہیں اور اسی کی خاطر ہم مرتے رہیں گے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اسلام کا جھنڈا جلد از جلد دنیا کی تمام بڑی سے بڑی سلطنتوں کے بڑے سے بڑے ایوانوں پر لہرایا جائے۔ ایک ہی جھنڈا ہو اور وہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا ہو۔ ایک ہی اعلان ہو اور وہ نعرہ تکبیر کا اعلان ہو کہ کوئی خدا نہیں سوائے اُس خدا کے جو ایک خدا ہے۔ اور کوئی اور رسول باقی نہیں مگر محمد ﷺ جو آخری صاحب شریعت اور صاحب حکم رسول ہیں“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/اپریل ۱۹۸۵ء۔ مسجد فضل لندن)

**اداریہ**

## سانحۂ اسلام آباد

بری امام اسلام آباد پاکستان میں ایک مذہبی تقریب میں خودکش بم حملہ کے وحشیانہ اقدام سے کئی بے گناہ ہلاک وزخمی ہوئے۔ایسے حملے جن میں غیر متعلق انسانی جانیں تلف ہو جاتی ہوں وہ ہر جگہ، ہر وقت اور ہر حال میں انتہائی قابلِ نفرت وقابلِ مذمت ہیں۔مگر جب ایسے حملے مذہبی مقامات پر عبادت کیلئے جمع ہونے والوں پر کئے جائیں تو یہ اپنے نقصان اور اثرات میں اور زیادہ نفرت وتشویش کا باعث ہو جاتے ہیں۔جیسا کہ ہم جانتے ہیں پاکستان کے قیام میں مذہبی عنصر بہت نمایاں تھا اور یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس لحاظ سے ایسے ملک میں ایسی بہیمانہ کارروائی کی مذمت کیلئے تو الفاظ بھی نہیں ملتے۔

پاکستان کے صدر اور وزراء صاحبان نے اس حملہ کی سخت مذمت کی ہے اور اس سانحہ میں ہلاک و زخمی ہونے والوں سے ہمدردی کا اظہار کرنے کے علاوہ اس اعلان کا بھی ایک دفعہ پھر اعادہ کیا ہے کہ ایسے لوگوں سے سختی سے نپٹا جائے گا۔

روزنامہ اوصاف کے ایک کالم نگار اس خونی حادثہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔:”پاکستان میں چودہ کروڑ لوگ بستے ہیں اور عوامی سطح پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی مقامی فضا موجود ہے۔محلّوں کے محلّے متضاد مسالک سے تعلق رکھنے والے افراد سے آباد ہیں اور امن آشتی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔کروڑوں پاکستانیوں کا نظریہ اس سنہرے اصول پر استوار ہے کہ اپنا مسلک نہ چھوڑو اور دوسرے کا مسلک نہ چھیڑو۔مگر اس کے باوجود انہیں تقسیم کرنے کیلئے ہمارے اندر کا دشمن اپنی مذموم کوشش میں لگا رہتا ہے۔وہ ایسا سکرپٹ لکھتا ہے کہ اس پر حقیقت کا گمان ہوتا ہے۔وہ نہلے پر دہلا مارتا ہے۔کبھی اِدھر کبھی اُدھر۔تاکہ شیعہ سنی کے درمیان حدفاصل کھینچی جاسکے۔دونوں کو ایک دوسرے کا بازو بننے سے روکنا اور بازو کاٹنے والا ثابت کیا جائے۔ہمیں تقسیم کرنے کی یہ پرانی مہم درمیان میں دم توڑ گئی تھی لیکن اب جبکہ ہمیں متحد رہنے کی اشد ضرورت ہے ایک مرتبہ پھر یہ کوشش کی جارہی ہے۔باہر کا دشمن اندر کے دشمن کا لبادہ اوڑھ کر اس فتنے کو دوبارہ ہوا دینے کی کوشش کر رہا ہے جسے قوم اجتماعی طور پر مسترد کر چکی ہے۔باہر کے دشمن تو ہمیں بالکل سامنے نظر آرہے ہیں مگر اندر کے دشمن ہمارے اردگرد ہونے کے باوجود ہماری نظروں سے اوجھل ہیں،ضرورت انہیں تلاش کرنے اور ان پر نظر رکھنے کی ہے،اندر کا دشمن ہمیں ہوش وخرد سے بیگانہ کرنا چاہتا ہے تاکہ اپنے مکروہ مقاصد حاصل کر سکے۔ہمیں ہوش میں رہ کر ان جرائم کو ناکام بنانا ہے“۔

(روزنامہ اوصاف۔اسلام آباد کا سانحہ 28/مئی2005ء)

فاضل تبصرہ نگار کا یہ لکھنا کہ”عوامی سطح پر فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی مقامی فضا موجود ہے“ کچھ ایسا غلط نہیں ہے۔پاکستان کے قیام کی مخالف طاقتوں نے قیامِ پاکستان کے بعد اپنے وجود کو قائم رکھنے کیلئے اور پاکستان کے قیام کی مخالفت اور ہندوؤں کے ہاتھوں میں کھیلتے ہوئے اسلامی مقاصد وفوائد کے خلاف کارروائیوں کو چھپانے کیلئے جماعت احمدیہ کی وسیع پیمانے پر مخالفت شروع کی تو عوامی سطح پر ہم آہنگی کی مثالی فضا موجود تھی۔پنجاب کے دیہات میں سینکڑوں ایسی مساجد تھیں جن میں احمدی اور دوسرے مسلمان باری باری نماز ادا کرتے تھے اور یہ امر ان کے اختلاف وافتراق یا دشمنی واعناد کی بجائے باہم فرقہ وارانہ ہم آہنگی میں اضافہ کا باعث بنتا تھا۔حکومت پاکستان نے جب احمدی مخالف مہم کے دباؤ میں آکر بدنام زمانہ آرڈیننس پاس کیا تو قانون کی پابندی کرتے ہوئے جب ہماری مساجد سے اذان کی آوازیں آنی بند ہوگئیں تو بیسیوں جگہ معزز غیر از جماعت لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ بے شک اذانیں دیتے رہیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔مقامی ہم آہنگی کی یہ فضا آج بھی جبکہ جھوٹے مخالفانہ پراپیگنڈا کی وجہ سے فضا بہت حد تک تبدیل ہو چکی ہے، قائم ہے۔

پنجاب میں کوئی بھی ایسا خاندان نہیں ہوگا جنکے بعض افراد احمدیت قبول نہ کر چکے ہوں۔ایسے خاندانوں میں باہم تعلقات، ایک دوسرے کی غمی وخوشی میں شرکت برابر جاری رہتی تھی۔ڈاکٹر علامہ اقبال جنہیں شاعرِ مشرق، حکیم الامت اور تصوّر پاکستان کا خالق وغیرہ کے بڑے بڑے القاب وآداب سے یاد کیا جاتا ہے جب اپنی دوسری شادی کے سلسلہ میں کسی امر پر متردّد ہوئے انہیں کسی عالم دین سے رجوع کرنے کی ضرورت پیش آئی تو باوجود اس کے کہ وہ پنجاب کے علمی مرکز لاہور میں رہتے تھے یہاں بڑے بڑے علماء پائے جاتے تھے انہوں نے علامہ نورالدین حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں قادیان آدمی بھجوایا اور صحیح اسلامی فتویٰ حاصل کیا۔علامہ زندگی بھر اپنے بڑے بھائی شیخ عطا محمد صاحب کے نیاز مند رہے جو احمدی تھے۔اپنے بیٹے کو قادیان تعلیم کیلئے بھجوایا اور جب اپنے چھوٹے بچوں کی کفالت کیلئے ایک ٹرسٹ قائم کیا تو اس میں اپنے تمام رشتہ داروں کو ایک طرف رکھتے ہوئے اپنے اس بھتیجے کو شامل کیا جو احمدی تھے۔

مولانا عبدالمجید سالک، مولانا غلام رسول مہر، میاں محمد شفیع (م۔ش) مشہور علمی وادبی شخصیات باوجود جماعت میں شامل نہ ہونے کے احمدیوں کے ساتھ بہت قریبی دوستانہ تعلق رکھتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ ایسے معززین میں سے کسی نے بھی احمدیوں کو خارج از اسلام قرار دینے کی مہم میں کبھی حصہ نہ لیا۔

قارئین کیلئے یہ امر باعث حیرت ہوگا کہ ہمارے ارباب حل وعقد اور امن قائم رکھنے والی ایجنسیاں اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مقامی ہم آہنگی کو ختم کرنے اور لاقانونیت ودہشت گردی کی فضا پیدا کرنے والے کون لوگ ہیں۔اسی علم کی وجہ سے حکومت جب امن وامان قائم رکھنے کا ارادہ کرتی ہے تو وہ بعض مشہور”علماء“ کی نقل وحرکت پر پابندی لگا دیتی ہے۔محرم کی آمد سے قبل بالعموم ایسی فہرستیں اخبارات میں شائع ہو جاتی ہیں اور اگر اس امر کی نگرانی کی جائے تو قیامِ امن کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔اب بھی اگر حکومت واقعی اس مقصد میں مخلص ہے اور مذمت کے بیانات محض دفع الوقتی اور لوگوں کو بیوقوف بنانے کیلئے نہیں ہیں تو یہی طریق کارآمد اور مفید ہو سکتا ہے۔ (عبدالباسط شاہد)

## امن ومحبت کا پیکر

جو تختِ مسیحا پہ جلوہ نما ہے
وہ امن و محبت کا پیکر بنا ہے
نئے عزم ، طرزِ جُدا سے اُٹھا ہے
ہے نعرۂ مسرور سب سے محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

جو رکھتے ہیں سینے میں روحِ بلالی
وہ ایمان لا کر بنے ہیں مثالی
ان افریقہ والوں کے رُتبے ہیں عالی
وہ پاس آیا ان کے لُٹانے محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

مریضوں کی اس سے مسیحائی ہو گی
جو ہوں طالبِ علم ، شنوائی ہو گی
یہاں پانیوں کی بھی سپلائی ہو گی
مٹائے گا غربت برائے محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

ان افریقہ والوں کا جذبہ تو دیکھو
خدائی تجلّی کا جلوہ تو دیکھو
یہ پیار و محبت کا بدلہ تو دیکھو
یہ کرتے ہیں اس سے بھی بڑھ کے محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

یہ خدام و لجنہ و انصار سارے
یہ چمکے ہیں جیسے درخشاں ستارے
یہ سوئے ہوئے تھے جگانے سے جاگے
یوں پستی سے اوپر اٹھائے محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

یہ نغمے ترانے وفا کی ادائیں
جو دیکھیں تو ہر ایک کا دل لُبھائیں
کہیں اَور دنیا میں ہو تو دکھائیں
فقط احمدیت میں یہ ہے محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

یہ عشق و محبت کے ناطے عجب ہیں
یہ طاعت میں خود کو جھکاتے عجب ہیں
اواں گالے☆ مسرور کہتے عجب ہیں
کسی سے بھی نفرت نہیں ، ہے محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

ہے نعرۂ مسرور سب سے محبت
کسی سے بھی نفرت نہیں ، ہے محبت
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

☆......زندہ باد

(مبارک احمد ظفر)

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود

## مستشرقین کی حقیقت سے دُور آراء اور اخذ کردہ غلط نتائج

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد ۔ربوہ)

**دوسری قسط**

### امریکی قانون میں غدّاری کی سزا

آج کی مغربی دنیا میں امریکہ سب سے زیادہ نمایاں اور ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے،اس کے قانون کو دیکھتے ہیں کہ اس میں غداری کی کیا تعریف درج ہے اوراِس کے مجرم کے لئے کیا سزا تجویز کی گئی ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے قانون میں لکھا ہے:

’’جو شخص یونائٹڈ سٹیٹس کے ساتھ وابستگی کا عہد رکھتا ہے،وہ یونائٹڈ سٹیٹس کی حدود میں یااس کے باہر،ان کے خلاف جنگ کرتا ہے،یا اس کے دشمنوں سے وابستہ ہوتا ہے یااس کے دشمنوں کو کوئی مدد یا سہولت بہم پہنچاتا ہے وہ غدّاری کا مجرم ہے۔اس کی سزاموت ہوگی یا قید ہوگی جو پانچ سال سے کم نہیں ہو گی،یا جرمانہ ہوگا جودس ہزارڈالر سے کم نہیں ہوگا اوروہ یونائیٹڈ سٹیٹس کے کسی عہدے پر مقرر نہیں ہو سکے گا۔‘‘

(TITLE 18,PART 1,CHAPTER 115-2381 OF US CODE COLLECTION)

تاریخی طور پر،عقلی طور پر اور دنیا کے کسی بھی قانون کی رو سے یہ واضح ہے کہ کعب کا جرم نہ صرف treason کا تھا بلکہ high treason کا تھا۔اس کے سنگین جرم کے باوجود اسے مہلت دی گئی کہ وہ اپنے طرزِعمل کی اصلاح کر لے مگراس نے اس عفو سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔صرف تحریری قانون تک ہی بس نہیں بلکہ مغربی مما لک کی تاریخ میں ہمیشہ اس قسم کی غداری کے مرتکب کو ہمیشہ سخت ترین سزادی گئی ہے۔

مغربی مما لک میں حالتِ جنگ کے دوران صرف ریاست کی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا کرنے پر بھی سزائے موت دی گئی ہے۔ولیم جائس (William Joyce) کی مثال دیکھ لیں۔یہ شخص نسلی طور پر آئرش تھا۔اس کے والدین امریکہ چلے گئے تھے اوروہاں کی شہریت لے لی تھی۔لیکن پھراس کے لڑکپن میں واپس برطانیہ آ گئے تھے۔ولیم جائس دوسری جنگِ عظیم شروع ہونے سے ذرا پہلے،جرمنی چلا گیا تھا اور جنگ کے دوران جرمنی سے ریڈیو پر حکومتِ برطانیہ کے خلاف پروپیگنڈا کرتا رہا تھا۔جب اتحادی فوجیں جرمنی پر قابض ہوئیں تو اسے گرفتار کرلیا گیااوراس پر غداری کا مقدمہ چلایا گیا۔تب یہ عقدہ کھلا کہ اس کی اصل شہریت تو امریکہ کی تھی اور برطانوی پاسپورٹ غیر قانونی طور پر حاصل کیا تھا۔عقل کی رو سے اس پر برطانیہ کے خلاف غداری کا مقدمہ چل ہی نہیں سکتا تھا کیونکہ دراصل وہ برطانیہ کا شہری ہی نہیں تھا البتہ جعلی پاسپورٹ حاصل کرنے کا مجرم ضرور تھا۔لیکن حکومت کے وکیل نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس پاسپورٹ کے حصول کے وقت ملزم نے تاجِ برطانیہ سے وفاداری کا عہد کیا تھا لیکن اس کے باوجودوہ ریڈیو پر اپنی تقریروں کے ذریعے دشمن کی اعانت کرتا رہا تھااس لئے وہ غداری کا مرتکب ہوا ہے۔عدالت نے اس کو سزائے موت سنا دی۔کورٹ آف اپیل اور ہاؤس آف لارڈز میں بھی اپیل کی گئی مگرسب بےسُود۔آخراس کو پھانسی دے دی گئی۔اب آخر اِس کیس میں ملزم کا قصور کیا تھا بس یہی کہ اس نے تقریروں کے ذریعہ دشمن کی اعانت کی تھی۔اوراس کوسزا تب دی گئی جب جنگ ختم ہوچکی تھی اورجس دشمن کی وہ مدد کرتا رہا تھا،وہ دشمن ختم ہو چکا تھا،اس سے اب کوئی خطرہ نہیں تھا۔لیکن اِس فیصلے کو مغربی دنیا میں کوئی ظلم نہیں کہتا۔

*(Science Fair Project under William Joyce)*

جب کعب بن اشرف کوسزائے موت دی گئی تو بہت سے ایسے یہودیوں سے مکمل طور پر درگزر کا سلوک کیا گیا تھا جو غداری اور دشمن کے ساتھ ساز باز کرنے کے مرتکب ہوئے تھے۔ان میں سلام بن مشکم جیسے یہودی سردار بھی شامل تھے جنہوں نے حملہ آور دشمنوں کی مدد کی تھی اورانہیں مسلمانوں کے رازوں کی خبر بہم پہنچائی تھی۔آنحضرتؐ کا یہ کمال عفوتھا ورنہ آج تک دنیا میں صرف دشمن کومخبری کرنے کو غداری ہی سمجھا جاتا ہے،اوراس کی سزا،سزائے موت کی صورت میں بھی دی جا سکتی ہے۔مثال کے طور پر 1953ء میں (Julius &Ethel Rosenberg) کو امریکہ میں سزائے موت دی گئی تھی۔یہ دونوں میاں بیوی تھے۔ان پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے امریکہ کے ایٹمی پروگرام کے متعلق کچھ معلومات سوویت یونین کے ایجنٹوں کے حوالے کی تھیں۔اوران میں سے بیوی کے متعلق تو صرف ایک گواہ نے،جس کوسزا میں کمی کا وعدہ دیا گیا تھا،اتنا ہی کہا تھا کہ اس نے وہ کاغذات ٹائپ کئے تھے جن کوسوویت ایجنٹ کے حوالے کیا جانا تھا۔

(Science Fair project under Rasenberg)

یہ تو صرف چندمثالیں ہیں ورنہ مغربی مما لک اور عیسائی تہذیب کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔یہ مثالیں گزشتہ سو برس سے اس لئے دی گئی ہیں کیونکہ منٹگمری واٹؔ صاحب نے بڑے طمطراق سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس قسم کے مظالم ماضی میں ہوتے تھے اب کے مہذّب دور میں نہیں ہوتے۔نہ جانے یہ صاحب کس نام نہاد مہذب دور میں،کس مہذب ملک میں رہتے رہے تھے۔امر واقعہ یہ ہے کہ treason کے مجرم کو آج تک دنیا کے ہر قانون میں سخت ترین سزا دی جاتی ہے،ایسے مجرم کو کوئی پھولوں کے ہار تو نہیں پہناتا۔

### انگلستان میں غدّاری کی سزا

واٹؔ صاحب کے وطن انگلستان کی مثال ہی لے لیں۔وہاں غدّاری کے مجرم کے لئے صرف موت ہی کافی نہیں سمجھی جاتی تھی بلکہ یہ سزا اِس خوفناک طریق پر دی جاتی تھی کہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔برطانیہ میں 1867ء تک غداری کے مجرم کو drawing and quartering کی سزا دی جاتی تھی۔جس بدنصیب کو یہ سزا ملتی تھی اسے گھسیٹتے ہوئے سزا کے مقام تک لے جایا جاتا تھا۔وہاں اس کو،یا اگر وہ مر چکا ہو تو،اس کی لاش کو پھانسی دی جاتی تھی۔پھر یہ عمل ختم نہیں ہو جاتا تھا بلکہ اس کی آنتیں پیٹ سے نکال کر نذرِآتش کی جاتی تھیں۔اس سے فراغت پا کراس لاش کا سرقلم کیا جاتا تھا اور بقیہ جسم کو چارٹکڑوں میں تقسیم کر کے شہر یا ملک کے مختلف حصوں میں نمائش کے لئے تقسیم کر دیا جاتا تھا۔البتہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ عورتوں کو یہ سزا نہیں دی جاتی تھی ان سے نرم سلوک کیا جاتا تھا یعنی زندہ جلا دیا جاتا تھا۔یہ ہیں واٹؔ صاحب اور میور صاحب کی تہذیب کے کرشمے۔

### بائبل میں غدّاری کی سزا

اب یہ دیکھنا ضروری ہے کہ بائبل میں اس قسم کے جرائم کے لئے کیا سزا تجویز کی گئی ہے؟تو یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ بائبل میں بیان کردہ مقدس روایات کی رو سے اگرکوئی نبی کے جانشین کی بھی نافرمانی کرے تو اس کوقتل کرنا روا تھا۔چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ کے جانشین حضرت یوشع بن نون کو کہا گیا تھا:

"جوکوئی تیرے حکموں کی مخالفت کرے اور سب معاملوں میں جن کی تو تاکید کرے تیری بات نہ مانے وہ جان سے مارا جائے۔"

(یشوع باب 1 آیت 18)

خطرناک غداری تو بڑی دور کی بات ہے بائبل کے مطابق تو جو نبی کے متعلق سخت زبان استعمال کرے،اس کوقتل کرنا ضروری بیان کیا گیا ہے۔چنانچہ 1 ۔سلاطین باب2 آیت 8 میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص بحوریمی سمعی نے ایک بغاوت کے موقع پر حضرت داؤدؑ پر لعنت کی لیکن بعد میں حضرت داؤد علیہ السلام سے معافی مانگ لی اور حضرت داؤدؑ نے خدا کی قسم کھائی کہ وہ اس کو تلوار سے قتل نہیں کریں گے۔مگر پھر بائبل کے بیان کے مطابق وفات کے وقت حضرت داؤدؑ نے اس شخص کے متعلق حضرت سلیمانؑ کو وصیت فرمائی کہ:

’’سوتو اس کو بے گناہ نہ ٹھہرانا کیونکہ تو عاقل مرد ہے اور تو جانتا ہے کہ تجھے اس کے ساتھ کیا کرنا چاہئے۔پس تو اس کا سفید سر لہولہان کر کے قبر میں اتارنا۔‘‘

انبیاءاوران کے جانشینوں کی نافرمانی تو بڑی دور کی بات ہے،بائبل کے رو سے تو اگرکوئی شخص ان کے عام مذہبی بزرگوں اور مذہبی قاضیوں کی بات نہ سنے اور ان کے فیصلے کے آگے سرِتسلیم خم نہ کرے تو اس کو بھی قتل کرنا ضروری ہے۔جیسا کہ لکھا ہے:

’’اوراگرکوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کے لئے کھڑا رہتا ہے یااس قاضی کا کہانہ سنے تو وہ شخص مار ڈالا جائے اور تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دور کر دینا۔اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر گستاخی سے پیش نہیں آئیں گے۔‘‘

(استثنا باب 17آیت 12)

بائبل کے احکامات کی رو سے اگرکوئی اس کے پیرو کاروں میں کسی غیر مذہب کی تبلیغ کرے یااگرکسی شہر کے لوگ ایسا کریں تو وہ شخص یا وہ تمام شہرواجب القتل ہوجاتا ہے۔چنانچہ بائبل میں حکم دیا گیا ہے:

’’اگر تیرا بھائی یا تیری ماں کا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جس کو تو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے تجھ کو چپکے چپکے پھسلا کر کہے کہ چلو ہم اور دیوتاؤں کی پوجا کریں جن سے تو اور تیرے باپ دادا واقف بھی نہیں...... تو اس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اس کی رعایت کرنا اور نہ اسے چھپانا بلکہ تو اس کوضرور قتل کرنا‘‘

( دیکھئے ۔استثنا باب13آیت6تا 10)

اسی طرح یہ حکم ہے کہ اگر غیروں میں سے کوئی بائبل کے پیرو کاروں کو اپنے معبودوں کی طرف مائل کرے تو ان کے شہر کے باشندوں کوقتل کر دینا چاہئے اوراس شہرکوآگ لگا کر برباد کر دینا فرض ہے۔

(استثنا باب13تا16)

تعجب ہے کہ اتنے جلالی احکامات کی موجودگی میں مستشرقین ایک کعب بن اشرف کی سزائے موت پر ماتم کئے جارہے ہیں۔

☆......☆......☆......☆

### مدینہ سے اخراج بنونضیر

بنوقینقاع کے مدینہ سے نکل جانے کے بعداب یہود کے بڑے قبائل میں سے بنونضیراور بنوقریظہ مدینہ میں رہ گئے تھے۔شوال 3 ہجری میں جنگِ اُحد کا واقعہ ہوتا ہے اور اِس کے بعد ایک بار پھر ہرطرف سے مسلمانوں کے لئے خطرات پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔چند ماہ کے اندر پہلے بنواسد نے مسلمانوں پرحملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کیا لیکن ابھی ان کی تیاریاں مکمل نہیں ہو پائی تھیں کہ مسلمانوں کے فوجی دستے نے بروقت پہنچ کران کومنتشر کردیا۔اِس کے چند ہفتے کے بعد ہی بنولحیان نے اپنے سردار سفیان کی سرکردگی میں لشکر جمع کرنا شروع کیا،تا کہ مدینہ پرحملہ کریں۔لیکن حضرت عبداللہ بن انیس نے بروقت حملہ کر کے اس فتنے کے سرغنہ سفیان کو ماردیا۔سفیان کے مرنے کے بعد یہ لشکر منتشر ہو گیا۔اِس کے فوری بعد کفار نے دھوکا دے کردس صحابہ کوشہید کردیا۔ایک بار پھرلگ رہا تھا کہ تمام عرب مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا تھا۔یہ دیکھتے ہوئے کوئی بھی دنیادار ایک ہی اندازہ لگا سکتا تھا۔اوروہ اندازہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی یہ قلیل جماعت پورے عرب کے خونخوار ارادوں کے سامنے زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکے گی۔

بنونضیراور مسلمانوں کا تصادم پھرکس طرح شروع

**THOMPSON & CO SOLICITORS**
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
**Contact:**
**Anas A.Khan, John Thompson Solicitors**
**1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG**
**Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005**
**Fax: 020 8871 9398**

ہوا،اس کے بارے میں دو مختلف قسم کی روایات آتی ہیں۔ممکن ہے کہ یہ دونوں روایات درست ہوں۔اور یہ دونوں واقعات اوپر تلے ہوئے ہوں۔سب سے مضبوط روایت جس سے اس بحران کے آغاز پر روشنی پڑتی ہے، وہ سنن ابوداؤد کی روایت ہے۔اس روایت کے مطابق جب رسولِ کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے، لیکن غزوۂ بدر نہیں ہوا تھا تو مشرکینِ مکہ نے اوس اور خزرج کے نام خط لکھا کہ تم نے ہمارے صاحب کو پناہ دی ہے، تم اس سے جنگ کرو یا اسے نکال دو ورنہ ہم تم پر حملہ کر کے تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کرلیں گے۔

(ابو داؤد کتاب الخراج باب فی خبر النضیر)

اِس خط کے بعد عبداللہ بن ابیّ بن سلول جیسے منافقین مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بلا کر سمجھایا کہ قریش تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا تم اِس طرح اپنے آپ کو پہنچا دو گے یعنی اس طرح تو تمہیں اپنے ہی رشتہ داروں سے لڑنا پڑے گا جو مسلمان ہو چکے ہیں۔یہ بات منافقین کی سمجھ آ گئی اور وہ اپنے ارادے سے باز آئے۔

غزوۂ بدر کے بعد جب ہر طرف مسلمانوں کی مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی، مشرکینِ مکہ نے ایک مرتبہ پھر وہی کوشش دہرائی۔اِس بار اُن کی سازش کا نشانہ یہود تھے۔انہوں نے یہود کو لکھا کہ تم ہتھیار اور قلعے رکھتے ہو۔تم ہمارے صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) سے جنگ کرو ورنہ ہم تمہارے پر حملہ کریں گے اور تمہاری عورتوں پر قبضہ کرلیں گے۔یہ خط ملنے پر، بنونضیر نے مسلمانوں سے کیا ہوا معاہدہ توڑنے پر اتفاق کیا۔اور بجائے کھلم کھلا جنگ کرنے کے دھوکے سے آنحضور ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھجوایا کہ آپ تیس آدمی لے کر آئیں اور ہماری طرف سے تیس عالم نکلیں گے۔ہم دونوں کی گفتگو سنیں گے۔اگر وہ آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے۔بنونضیر میں سے ایک کی بیوی نے انصار میں اپنے بھائی کو اِس سازش کی خبر بھجوا دی۔اس طرح آنحضرت ﷺ کو ان کے ارادوں کی خبر ہو چکی تھی۔آپ نے ان کو فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے تمہاری نسبت اطمینان نہیں ہوگا جب تک تم میرے سے عہد نہیں کرتے۔بنونضیر کی نیت میں تو دغا تھا، اس لئے انہوں نے عہد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔اب ان کے ارادے واضح ہو چکے تھے۔ چنانچہ جنگی تصادم کا عمل شروع ہوا۔بنونضیر کو اپنے قلعوں کی وجہ سے برتری حاصل تھی، اِس لئے وہ قلعہ بند ہو گئے۔مسلمانوں نے محاصرہ کرلیا۔

دوسرے روز مسلمان بنوقریظہ کی طرف گئے اور انہیں صلح کے معاہدے کی طرف بلایا۔اس وقت بنوقریظہ کی عقل میں یہ بات آ گئی اور انہوں نے جنگ کو ترک کر کے صلح کا معاہدہ کرلیا۔اِس حکمتِ عملی سے ایک طرف تو بنوقریظہ کے ساتھ خون خرابے کا خطرہ ٹل گیا اور دوسری طرف بنونضیر کا ایک ممکنہ اتحادی کم ہو گیا۔اس کے بعد بنونضیر کا محاصرہ دوبارہ شروع کیا گیا۔پہلے تو انہیں امید رہی ہو گی کہ منافقین یا مشرکین میں سے کوئی ان کی مدد کو آئے گا۔لیکن یہ امید پوری نہ ہوئی۔محاصرہ جاری تھا لیکن اس قسم کا محاصرہ اگر طویل ہو جائے تو محصورین کو کھانے پینے کی اشیاء کے بھی لالے پڑ جاتے ہیں اور معاشرے کا سب سے کمزور حصہ جو عملی طور پر جنگ میں شرکت بھی نہیں کر رہا ہوتا سب سے زیادہ پستا ہے۔اور اس حالت میں جنگ کی بدشکلی پوری طرح بے نقاب ہو کر سامنے آتی ہے۔ایسی صورت میں محاصرہ کرنے والوں کی حکمتِ عملی یہ ہوتی ہے کہ وہ طریق اختیار کریں جس سے محصور افواج کے حوصلے پست ہوں اور جنگ کا مکروہ عمل جلد ختم ہو۔اگر جنگ کے بعد رحم کا سلوک کیا جائے تو اس طرح شہری آبادی کم سے کم مصائب کا نشانہ بنتی ہے۔کوئی ذی ہوش اِس طریقۂ کار کو ظلم یا غلط نہیں قرار دے سکتا۔بنونضیر کے قلعوں کے باہر ان کے کھجور کے باغات تھے جن سے وہ کافی منافع حاصل کرتے تھے۔محاصرے کو جلد اختتام پذیر کرنے کے لئے حضور ﷺ کے حکم پر مسلمانوں نے وہ کھجور کے درخت کاٹنے شروع کئے۔بالعموم صحابہ کو اِس بات سے منع کیا جاتا تھا کہ وہ جنگ کے دوران درختوں کو کاٹیں لیکن اس جنگ میں یہ استثنائی حکم جنگ کو جلد ختم کرنے کے لئے تھا اور جیسا کہ متوقع تھا ان کے حوصلے ٹوٹنے شروع ہوئے۔سیرت ابنِ ہشام میں روایت ہے کہ یہ دیکھ کر بنونضیر کے محصورین نے شور مچایا کہ اے محمد (ﷺ) تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو اور فسادی کو بُرا کہتے ہو۔اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے ہو اور جلواتے ہو۔کوئی بھی انصاف پسند دیکھ سکتا ہے کہ ان کا یہ اعتراض بالکل بے جا تھا۔یہ اعتراض کرتے ہوئے وہ اپنی غداری اور خون خرابے کے منصوبے بھول کر محض چند درختوں کے کٹنے پر واویلا کر رہے تھے۔بہر حال یہ احوال دیکھ کر انہوں نے رسولِ کریمؐ کو پیغام بھجوایا کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کر دیں اور یہ اجازت دے دیں کہ جس قدر مال ہم اپنے اونٹوں پر لاد کرلے جاسکیں، لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔اگرچہ توراۃ کی شریعت کی رو سے تو بنونضیر واجب القتل تھے اور اس وقت عرب کے ماحول کے لحاظ سے یہ نقلِ مکانی کی سزا بالکل معمولی تھی اور اِس صورت میں عملی خطرہ یہ بھی موجود تھا کہ یہ یہود باہر جا کر مسلمانوں کے خلاف سازش کریں گے اور بعد میں ایسا ہوا بھی۔لیکن آنحضرت ﷺ نے نرم سلوک فرماتے ہوئے اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ اپنے اموال اونٹوں پر لاد کر مدینہ سے باہر نقلِ مکانی کر جائیں۔ان کی زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں۔(سنن ابو داؤد باب فی خبر بنونضیر، صحیح بخاری کتاب المغازی، زرقانی جلد 2، صفحہ 105)

دوسری روایت کی رو سے بنونضیر کے فتنے کا آغاز اِس طرح ہوا کہ عمرو بن امیہ ضمری نے مسلمان شہداء کے بدلے بنوعامر کے دو آدمی مار ڈالے۔لیکن عمرو کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ اِس دوران بنی عامر اہلِ مدینہ سے معاہدہ کر چکے تھے۔آنحضرت ﷺ نے اس فعل پر اظہارِ ناراضگی فرمایا اور فیصلہ فرمایا کہ مدینہ کی طرف سے اس کی دیّت ادا کی جائے گی۔چونکہ بنونضیر، بنوعامر کے حلیف تھے، اس لئے رسولِ کریم ان کے پاس تشریف لے گئے تاکہ وہ اس دیت میں اپنا حصہ ادا کریں۔انہوں نے بظاہر رضامندی ظاہر کی کہ وہ دیت کی ادائیگی میں اپنا حصہ دیں گے۔اور کہا کہ آپ تشریف رکھیں ہم کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔پھر انہوں نے مشورہ کیا کہ اِس وقت محمد (ﷺ) صرف چند ساتھیوں کے ساتھ تمہارے پاس بیٹھے ہیں اور دیوار کے ساتھ پشت لگائی ہوئی ہے، اگر اوپر جا کر کوئی شخص ان پر بڑا پتھر پھینک دے تو اِن کو قتل کیا جاسکتا ہے۔بنونضیر میں سے سلام بن مشکم نے اِس تجویز کی مخالفت کی۔لیکن ایک یہودی عمرو بن حجاش نے ایک بھاری پتھر لیا اور مکان پر چڑھ گیا تاکہ اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنا سکے۔آنحضرت ﷺ کو وحی کے ذریعہ اِس منصوبے کی اطلاع مل گئی اور آپ وہاں سے اچانک تشریف لے آئے اور ان کی طرف سفیر بھجوایا کہ ان کی سازش کی خبر ہو چکی ہے اِس لئے وہ اب مدینہ چھوڑ جائیں۔جب پیغام لانے والے نے یہ پیغام انہیں دیا تو بنونضیر نے اس بات سے انکار نہیں کیا کیونکہ اب ان کی سازش کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا۔دوسری یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی اِس منصوبے کی اطلاع دی گئی تھی، جس کی وجہ سے آپ فوری طور پر وہاں سے تشریف لے گئے لیکن اس کے بعد اس سازش کی تفصیلات اس معاشرے میں مشہور تھیں اور تاریخی کتب میں یہ تفصیلات درج ہیں۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس وقت کے یہود اس سے انکار نہیں کرتے تھے، کیونکہ بات مدینہ میں پھیل چکی تھی۔

بہر حال جس وقت یہود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام ملا کہ وہ مدینہ چھوڑ دیں تو اس کے ساتھ عبداللہ بن اُبیّ اور اس کے ساتھی منافقین کا یہ پیغام ملا کہ تم مدینہ نہ چھوڑو اور جنگ کرو۔ہمارے دو ہزار ساتھی تمہارے ساتھ لڑیں گے، بنوقریظہ تمہاری مدد کو آئیں گے اور غطفان سے ہمارے اتحادی تمہاری مدد کو آئیں گے۔ہزاروں جنگجوؤں کی مدد کی خوش خبری سن کر بنونضیر اور دلیر ہو گئے۔انہوں نے قلعہ بند ہو کر جنگ شروع کرنے کا اعلان کر دیا اور مدینہ سے نکلنے سے انکار کر دیا۔نبی اکرم ﷺ کو جب یہ اطلاع دی گئی کہ یہود اب جنگ کرنے پر آمادہ ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر یہودیوں نے لڑائی منظور کر لی ہے۔اور مسلمانوں نے بنونضیر کے قلعے کا محاصرہ کرلیا۔یہ بہت نازک وقت تھا کیونکہ ایک طرف تو منافقین کا گروہ غداری کرنے کو تیار بیٹھا تھا، دوسری طرف بنوقریظہ کے یہود سے خطرہ تھا کہ وہ بنونضیر کی مدد کو نکل آئیں گے۔محاصرہ طویل ہونے کی صورت میں یہ خطرہ بھی تھا کہ غطفان کے مشرکین مسلمانوں پر حملہ کر دیں گے۔ان کو پہلا دھچکا اس وقت لگا جب بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد نے صاف کہہ دیا کہ بنوقریظہ کے یہود بنونضیر کی مدد کو نہیں آئیں گے۔دراصل مدینہ میں مسلمانوں کی آمد سے قبل یہودیوں کے مختلف قبائل کے آپس میں خوشگوار تعلقات نہیں تھے اور وہ ایک دوسرے کی حق تلفی کرتے رہتے تھے۔اس وجہ سے ہی وہ جنگ کے دوران ایک دوسرے کی مدد بالعموم نہیں کرتے تھے کیونکہ انہیں ایک دوسرے پر اعتماد نہیں تھا۔جب منافقین نے یہ دیکھا کہ بنوقریظہ تو بنونضیر کی مدد کو نہیں آئیں گے تو ان کے دل بھی بیٹھنے شروع ہو گئے۔خود عبداللہ بن اُبیّ کے بیٹے نے جب رسولِ کریم ﷺ کا حکم سنا تو ہتھیار اٹھائے اور مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو گیا اور عبداللہ بن اُبیّ دیکھتا رہ گیا۔ایک کے بعد دوسرا دن گزرتا گیا اور بنونضیر کی مدد کو کوئی نہیں آیا اور عبداللہ بن اُبیّ بھی گھر بیٹھا رہا۔اب ان کے ہوش اڑنے شروع ہوئے۔وہ مسلمانوں کو ختم کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے اور اب اُن کی اپنی بقا ہی خطرے میں پڑی ہوئی تھی اور جب انہوں نے اپنے درخت کٹتے دیکھے تو جنگ کرنے کا آسیب رخصت ہو گیا۔پندرہ روز کے بعد وہ رسول اللہ کے حکم پر قلعوں سے باہر نکل آئے اور ان کو مدینہ سے ترکِ سکونت کرنے کا حکم دیا گیا۔وہ اونٹوں پر اپنا سامان لاد کر چلے گئے البتہ انہیں اسلحہ لے جانے کی اجازت نہیں تھی۔

(تاریخِ طبری حصہ اول صفحہ 652 تا 692، سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 341 تا 361، کتاب المغازی از واقدی صفحہ 663 تا 673)

چاہے پہلی روایت کو قبول کیا جائے یا دوسری روایت کو صحیح تسلیم کیا جائے، یہ بات واضح ہے کہ بنونضیر نے ایسے وقت میں معاہدہ توڑا جب ہر طرف سے مسلمان خطرات میں گھرے ہوئے تھے اور سوائے خدا کی ذات کے کوئی ان کا مددگار نہیں تھا۔اور بنونضیر نے اس امید پر جنگ شروع کی کہ جلد ہی ہر طرف سے مختلف گروہ مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں گے اور اتنے حملہ آوروں کے سامنے مسلمان بے بس ہو جائیں گے۔اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے ان سے کمال نرمی کا سلوک فرمایا اور ان کو صرف مدینہ سے نکل جانے کی سزا دی۔

مغربی مصنفین جب اس واقعے کا ذکر کرتے ہیں تو بالعموم یہ الزام لگاتے ہیں، یا کم از کم یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ، مسلمانوں نے اپنے مفادات کی خاطر از خود بہانہ بنا کر یہ تنازع شروع کیا تھا۔مثلاً منٹگمری واٹ صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا بنونضیر پر قتل کی سازش کا الزام لگانا بے بنیاد معلوم ہوتا ہے یا کم از کم ان کو ان کے جرم کی نسبت بہت زیادہ سزا دی گئی تھی۔اور پھر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ غالباً بنونضیر کے خلاف جنگ شروع کرنے کا ایک مقصد یہ ہوگا کہ جنگِ اُحد کے بعد مسلمانوں کا مورال بہت نیچے چلا گیا تھا اور ان میں نیا ولولہ پیدا کرنے کے لئے یہ جنگ شروع کی گئی تھی۔

(Muhammad:Prophet and statesman by Montgommery Watt page 148-151)

پہلی بات یہ ہے کہ واٹ صاحب اور ان جیسے دیگر مغربی مصنفین، اس تنازع کے آغاز کے متعلق جو سب سے مضبوط روایت سنن ابوداؤد میں درج ہے اس کا ذکر تک نہیں کرتے۔کیونکہ اس روایت میں بنونضیر کی قریشِ مکہ کے ساتھ ساز باز واضح طور پر درج ہے کہ کس طرح انہوں نے مشرکین کے اکسانے پر مسلمانوں سے جنگ شروع کرنے اور آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔اور جنگ شروع کرنے والے یہود تھے، مسلمان نہیں تھے۔یہ مستشرقین اس روایت کو رد کرنے کی کوئی وجہ بیان کئے بغیر بعد میں لکھی جانے والی کتب کی وہ روایت بیان کرتے ہیں، جس کے مطابق آنحضرت ﷺ کو

باقی صفحہ نمبر10 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

## جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں

افریقہ کے حالیہ دورہ میں افراد جماعت کی خلافت سے بے پناہ محبت اور اخلاص ووفا کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

**اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے**

خلافت سے متعلق بعض وسوسہ اندازوں کی چالوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کا زبردست جواب

**خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا**

**صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالہ سے احباب جماعت کے لئے دعاؤں، درود و استغفار اور نوافل اور نفلی روزہ رکھنے کی خصوصی تحریک**

زیمبیا میں ایک حادثہ میں شہید ہونے والے احمدیوں کا ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 27رمئی 2005ء(27ہجرت 384 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح،مورڈن،لندن(برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْامِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِىْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَايُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔﴾

(سورۃالنور آیت نمبر56)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپؑ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور نبی تھے۔اور آپؑ وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپؑ کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا سلسلۂ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں۔اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد۔لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔تو بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔

بہرحال ایک تو اس دن کی اہمیت کی وجہ سے، آج 27 مئی ہے، اور دوسرے جو اس خطبے کا محرک بنا ہے وہ ایک مضمون ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے لکھا تھا لیکن آج کل اس کو کوئی شخص مختلف لوگوں کو بھیج رہا ہے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو خلافت کا مقام واضح کرنے کے لئے لکھا تھا اور اس کی وضاحت میں اپنے ذوق کے مطابق اس بات کا بھی ذکر فرمایا تھا کہ خلافت جماعت احمدیہ میں کب تک چلے گی یا اس کی کیا صورت ہوگی۔لیکن یہ بات بہرحال واضح ہے اور اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ جماعت میں کسی وقت بھی کسی انتشار کا پھیلانا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نہیں تھا یا مقصد نہیں تھا۔لیکن اس شخص نے جو آج کل مختلف لوگوں کو یہ مضمون بھیج رہا ہے اس کے عمل سے یہ لگتا ہے کہ جماعت خلافت کے بارے میں شکوک وشبہات میں گرفتار ہو۔مثلاً اس سے لگتا ہے کہ اس کی نیت نیک نہیں ہے کہ بذریعہ ڈاک جن کو بھی مضمون فوٹو کاپی کر کے بھجوایا گیا اس پر لکھا گیا ہے، ایک مہر لگائی ہے کہ ایک احمدی بھائی کا تحفہ۔اب اگر نیک نیت تھا تو نام کے ساتھ بلکہ نظام جماعت سے یا مجھ سے پوچھ کر بھیج سکتا تھا کہ اس طرح اس مضمون کی میں اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔بڑی ہوشیاری دکھائی ہے کہ مضمون انہیں الفاظ میں بھیجا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔خلیفہ معزول نہیں کیا جا سکتا وغیرہ کی وضاحتیں بھی اس میں ہیں۔لیکن حضرت میاں صاحب کے اس نظریے کو بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ ایک وقت میں خلافت کی جگہ ملوکیت لے لے گی یعنی بادشاہت آ جائے گی۔تو بہرحال یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا ایک ذوقی نظریہ تھا۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس وقت اِس کا علم ہونے کے بعد اس نظریے کی تردید میں ایک وضاحت بھی شائع فرمائی تھی۔آگے وضاحت میں کچھ باتیں کھولوں گا۔تو ان صاحب کی حرکت سے لگتا ہے جیسے وہ یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے چار خلفاء کی خلافت تو ٹھیک تھی لیکن اب خلافت نہیں رہی۔بہرحال اس بارے میں اسی مضمون سے دکھاؤں گا جو حضرت میاں صاحب کا ہے کہ یہ ان صاحب کی عقل کا قصور ہے اور جن کو یہ مضمون بھیجے گئے ہیں ان میں سے بھی اگر کسی کے دل میں کوئی شک، کوئی شبہ ہے تو وہ بھی دور ہو جائے۔

لیکن اس سے پہلے جو میں نے آیت تلاوت کی ہے اس کی کچھ وضاحت کروں گا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے ۔میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یعنی خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی۔اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ

کے احکامات سے زیادہ محبوب ہوگئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام واستحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔

اب مثلاً ایک صاحب نے مجھے لکھا، شروع کی بات ہے، کہ تم بڑی پلاننگ کر کے خلیفہ بنے ہو۔ پلاننگ کیا تھی؟ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا اعلان الفضل اور ایم ٹی اے پر تمہاری طرف سے ہوتا تھا تا کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔ اِنّا لِلّٰہ ۔ یہ میری مجبوری تھی اس لئے کہ حسب قواعد مجھے ناظر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ کرنا تھا۔ بہرحال جرأت اس شخص میں بھی نہیں جس نے یہ لکھا کیونکہ یہ بے نام خط تھا۔ تو ایسا شخص تو خود منافق ہے۔ اگر خلافت پر اعتماد نہیں تو پھر احمدی رہنے کا بھی فائدہ نہیں۔ اور اگر پھر بھی ایسا شخص اپنے آپ کو احمدی ثابت کرتا ہے تو وہ منافق ہے۔ مختصراً بتا دوں کہ اس وقت میرا تو یہ حال تھا کہ جب نام پیش ہوا تو میں ہل کر رہ گیا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ کسی کا بھی ہاتھ میرے حق میں کھڑا نہ ہو۔ اور اس تمام کارروائی کے دوران جو میری حالت تھی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔ یہ تو بے وقوفوں والی بات ہے کسی کا یہ سوچنا کہ خلافت کے لئے کوئی اپنے آپ کو پیش کرے۔ عموماً غیر مجھ سے پوچھتے ہیں تو اُن کو میں ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ جواب دیا کرتا ہوں، ان سے بھی کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ خلیفہ منتخب ہو جائیں گے۔ تو ان کا جواب یہ تھا کہ کوئی عقلمند آدمی یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ تو یہ صاحب لکھنے والے یا تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں اور اپنی بات کی یہ خود ہی تردید بھی کر رہے ہیں (جس سے لگتا ہے کہ یہ بیوقوف نہیں سمجھتے) کیونکہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ تم نے بڑی ہوشیاری سے اپنا نام پیش کروایا۔ بہرحال مختلف وقتوں میں شیطان اپنی چالیں چلتا رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ خلافت کو ہمیشہ کے لئے قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ اب میں اس طرف آتا ہوں، وہ ضمنی باتیں تھیں، کہ خلافت جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رہنی ہے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاء رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ اسے بھی اٹھا لے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مشکوٰۃ ۔باب الأنذار والتحذیر)

اور یہ جو دوبارہ قائم ہونی تھی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی تھی۔ پس یہ خاموش ہونا بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جو سلسلہ خلافت شروع ہونا ہے یا ہونا تھا۔ یہ دائمی ہے۔ اور یہ الٰہی تقدیر ہے۔ اور الٰہی تقدیر کو بدلنے پر کوئی فتنہ پرداز بلکہ کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔

یہ قدرت ثانیہ یا خلافت کا نظام اب انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔ اور اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کے زمانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ تیس سال تھی تو وہ تیس سالہ دور آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق تھا۔ اور یہ دائمی دور بھی آپؐ ہی کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ قیامت کے وقت تک کیا ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ بتا دوں کہ یہ دور خلافت آپ کی نسل در نسل اور بے شمار نسلوں تک چلے جانا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ، بشرطیکہ آپ میں نیکی اور تقویٰ قائم رہے۔ اسی لئے اس پر قائم رکھنے کے لئے میں پہلے دن سے ہی مسلسل تربیتی مضامین پر اپنے خطبات وغیرہ دے رہا ہوں۔

یہ وعدہ یا خبر جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی اس کی تجدید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دے کر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"غرض (خدا تعالیٰ) دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے"۔ (یعنی ان پڑھ، جاہل، گاؤں کے رہنے والے) "صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ﴿وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِیْ ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پَیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں، فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: "سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں"۔ فرماتے ہیں: "لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔ اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں"۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک وقت میں بہت سارے ہوں گے اس کا مطلب ہے کہ مختلف وقتوں میں آتے رہیں گے۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"۔ (رسالہ الوصیّت ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 307)

تو دیکھیں کہ کتنا واضح ہے کہ خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں تیرے ماننے والے ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ یہ غلبہ توحید کے قیام اور ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میں کسی خاص خاندان میں سے یا کسی خاص ملک میں سے ایسے لوگ کھڑے کروں گا جو دین کے استحکام کے لئے کوشش کریں گے بلکہ فرمایا کہ صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعاؤں میں لگے رہو۔

پس بجائے ہوشیاریاں، چالاکیاں دکھانے کے صالح بنو اور دعاؤں میں لگے رہو تا کہ یہ خلافت کا انعام تم میں ہمیشہ جاری رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ اعزاز قائم رکھنے کے لئے، اگر یہ گزشتہ 97 سال سے کسی خاص ملک کے لوگوں کے حصے میں آرہا ہے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے حصے میں آ رہا ہے تو اس کو قائم رکھنے کے لئے، دعاؤں اور نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ ورنہ کوئی قوم بھی جو اخلاص


لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈلیوری پائیں

www.woostyles.co.uk

Terms and Conditions applied

اور وفا اور تقویٰ میں بڑھنے والی ہوگی اس علم کو بلند کرنے والی ہوگی۔ کیونکہ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ یہ قدرت دائمی ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں لیکن دائمی قدرت کے ساتھ شرائط ہیں۔ اعمال صالحہ۔

اب افریقہ کے دورے میں گزشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مختلف ملکوں میں جا کر میں نے احمدیوں کے اخلاص و وفا کے جو نظارے دیکھے ہیں ان کی ایک تفصیل ہے۔ بعض محسوس کئے جا سکتے ہیں، بیان نہیں کئے جا سکتے۔ تنزانیہ کے ایک دور دراز علاقے میں جہاں سڑکیں اتنی خراب ہیں کہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچنے میں چھ سات سو کلومیٹر کا سفر بعض دفعہ آٹھ دس دن میں طے ہوتا ہے۔ ہم اس علاقہ کے ایک نسبتاً بڑے قصبے میں جہاں چھوٹا سا ائر پورٹ ہے، چھوٹے جہاز کے ذریعہ سے گئے تھے تو وہاں لوگ ارد گرد سے بھی ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ ان میں جوش قابل دید تھا۔ بہت جگہوں پر وہاں ایم ٹی اے کی سہولت بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ایم ٹی اے دیکھ کر اور تصویریں دیکھ کر یہ تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ یہ جوش بتاتا تھا کہ خلافت سے ان نیک عمل کرنے والوں کو ایک خاص پیار اور تعلق ہے۔ جن سے مصافحے ہوئے ان کے جذبات کو بیان کرنا بھی میرے لئے مشکل ہے۔ ایک مثال دیتا ہوں۔ مصافحے کے لئے لوگ لائن میں تھے ایک شخص نے ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیا۔ کیا یہ تعلق، یہ محبت کا اظہار، ملوک یا بادشاہوں کے ساتھ ہوتا ہے یا خدا کی طرف سے دلوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ایک صاحب پرانے احمدی جو فالج کی وجہ سے بہت بیمار تھے، ضد کر کے 40-50 کلومیٹر یا میل کا فاصلہ طے کر کے مجھ سے ملنے کے لئے آئے۔ اور فالج سے ان کے ہاتھ مڑ گئے تھے، ان مڑے ہوئے ہاتھوں سے اس مضبوطی سے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کہ مجھے لگا کہ جس طرح شکنجے میں ہاتھ آ گیا ہے۔ کیا اتنا تردد کوئی دنیا داری کے لئے کرتا ہے۔ غرض کہ جذبات کی مختلف کیفیات تھیں۔ یہی حال کینیا کے دور دراز کے علاقوں کے احمدیوں میں تھا اور یہی جذبات یوگنڈا کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے احمدیوں کے تھے۔ جو رپورٹس شائع ہوں گی ان کو پڑھ لیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ خلافت کے لئے لوگوں میں کس قدر اخلاص ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی نیک عمل اور اخلاص جماعت احمدیہ میں ہمیشہ استحکام اور قیام خلافت کا باعث بنتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔ اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں۔ لیکن بالفعل اس قدر لکھنا اُن لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بد اندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جاوے“۔

(شہادۃ القرآن ۔روحانی خزائن جلد 6۔صفحہ 355)

پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بد اندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرن اول تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے۔ اسی طرح یہ بھی بد اندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آ گئیں اور بس۔ اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافت راشدہ کے عرصہ کو تقریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہ ۔ اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔

اب میں مختصراً ان صاحب کی طرف آتا ہوں جنہوں نے بڑی ہوشیاری سے مضمون پھیلا کر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو آلۂ کار بنانے کی کوشش کی ہے جو شاید اس سوچ میں پڑ جائیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ جماعت کی اکثریت خلافت سے سچی وفا اور محبت رکھنے والی ہے اور وہ جن کو یہ مضمون بھجوائے گئے ہیں انہوں نے نظام کو یا مجھے اس سے آگاہ کر دیا ہمیں بھجوا دیئے۔ شیطان نے ایک چال چلی تھی لیکن وہ ناکام ہو گیا۔ لیکن جماعت کو بتانا میرا فرض ہے کہ وہ آئندہ محتاط رہیں۔ ان صاحب نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی اس بات کو انڈر لائن کیا ہے کہ کسی نبی کے بعد خلافت متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے ضروری خیال فرمائے اور اس کے بعد ملوکیت کا دور آ جاتا ہے یعنی تسلسل قائم نہیں رہتا۔ ایک کے بعد دوسرا خلیفہ نہیں آتا۔ روحانی طور پر سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن یہاں بھی واضح ہو کہ کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن تھا مکمل ہو گیا ہے؟ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا نظریہ تھا اور اس بارے میں ایک دو اور جگہ اس مضمون میں جو میں نے الفاظ پڑھے ہیں اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں لیکن یہ صاحب حضرت میاں صاحب کے اُسی مضمون میں یہ الفاظ بھی پڑھ لیں کہ سچے خلفاء کی علامات کیا ہیں۔ آپ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ پہلی اور ظاہری علامت یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت کسی شخص کو اتفاق رائے یا کثرت رائے سے خلیفہ منتخب کرے۔

اب یہ صاحب بتائیں کہ کیا خلافت خامسہ کے انتخاب میں یہ نہیں ہوا۔ مجلس انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی اور اکثر نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں یہ خدائی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ اور اس بات کی وضاحت بھی حضرت میاں صاحب نے مضمون میں کی ہوئی ہے۔ بہرحال میں میاں صاحب کے حوالوں سے اس لئے بات کر رہا ہوں کہ ان کے مضمون میں ہی جواب موجود ہیں۔ اور یہ بھی کہ تم جلد بازی نہ کرو۔ پھر آپ لکھتے ہیں۔ دوسری علامت یہ ہے جو باطنی علامتوں میں سے ہونے کی وجہ سے کسی قدر غور اور مطالعہ چاہتی ہے۔ وہ ہے قرآن شریف کی آیت استخلاف یعنی ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ کہ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ آپ لکھتے ہیں کہ ہر خلیفہ کی وفات کے بعد عموماً جماعت میں ایک زلزلہ وارد ہوتا ہے۔ جماعت کے لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خدا کی سنت ہے کہ وہ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ انہیں اطمینان اور تمکنت عطا فرماتا ہے۔ اب آپ میں سے ہر کوئی گواہ ہے بلکہ دنیا کا ہر احمدی گواہ ہے، ہر بچہ گواہ ہے کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد جو ایک خوف کی حالت تھی اسے اللہ تعالیٰ نے سکینت میں نہیں بدل دیا؟ اگر ان صاحب کے لئے یہ دلیل کافی نہیں تو اللہ ہی رحم کرے۔ اور تیسری علامت حضرت میاں صاحب نے اپنی ذوقی علامت بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں نبی پر ظاہر کر دیتا ہے کہ کون آئندہ ہونا ہے۔ بہرحال اس کا تعلق تو نبی سے ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر جگہ نبی کی طرف سے اظہار بھی ہو۔ تو ان صاحب سے میں حضرت میاں صاحب کے الفاظ میں یہی کہتا ہوں کہ اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔

بہرحال یہ بتا دوں کہ جب یہ مضمون شائع ہوا تھا ۔ جیسا کہ میں نے شروع میں یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کا جواب بھی لکھا تھا۔ تو میرے والد صاحب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں لکھا تھا کہ حضرت میاں صاحب کا جو یہ مضمون ہے اس میں جو ملوکیت والا حصہ ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور بعض الہامات سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا۔ ضمناً بتا دوں کہ یہ خط جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں میرے والد صاحب نے لکھا تھا وہ خط بھی میں نے پڑھا ہوا ہے۔ پرانے کاغذات ایک دن میں دیکھ رہا تھا ان میں سے مجھے مل گیا۔ اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نوٹ بھی تھا کہ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ (کیونکہ اس کو پڑھے ہوئے کافی دیر ہو گئی) مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ احمدیت کی خلافت ملوکیت میں نہیں بدلے گی۔ بہرحال پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الفضل میں ایک پیغام شائع کروایا جو میں پڑھ دیتا ہوں تا کہ جن ذہنوں میں غلط فہمی ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی اتفاق کہہ لیں، جیسے میں نے بتا دیا، یا الٰہی تقدیر کہ میرے والد صاحب کے ذریعہ ہی اُس وقت خلیفۂ وقت کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے وضاحت فرمائی۔

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ: ”عزیزم مرزا منصور احمد نے میری توجہ ایک مضمون کی طرف پھیری ہے جو مرزا بشیر احمد صاحب نے خلافت کے متعلق شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ غالباً اس مضمون میں ایک پہلو کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی جس میں مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تحریر کیا ہے کہ خلافت کا دور ایک حدیث کے مطابق عارضی اور وقتی ہے۔ میں نے اس خط سے پہلے یہ مضمون نہیں پڑھا تھا۔ اس خط کی بنا پر میں نے اس مضمون کا وہ حصہ نکال کر سنا تو میں نے بھی سمجھا کہ اس میں صحیح حقیقت خلافت کے بارے میں پیش نہیں کی


**Fozman Foods**

*BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS*

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

گئی۔ مرزا بشیر احمد صاحب نے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلافت کے بعد حکومت ہوتی ہے۔ اس حدیث میں قانون نہیں بیان کیا گیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے حالات کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے اور پیشگوئی صرف ایک وقت کے متعلق ہوتی ہے۔ سب اوقات کے متعلق نہیں ہوتی۔ یہ امر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نے ہونا تھا اور خلافت کے بعد حکومت مستبدّہ نے ہونا تھا اور ایسا ہی ہوگیا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر مامور کے بعد ایسا ہی ہوا کرے گا۔ قرآن کریم میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خلافت ایک انعام ہے۔ پس جب تک کوئی قوم اس انعام کی مستحق رہتی ہے وہ انعام اسے ملتا رہے گا۔ پس جہاں تک مسئلہ اور قانون کا سوال ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی ہے اور وہ خلافت اس وقت تک چلتی چلی جاتی ہے جب تک کوئی قوم خود ہی اپنے آپ کو خلافت کے انعام سے محروم نہ کردے۔ لیکن اس اصل سے ہرگز یہ بات نہیں نکلتی کہ خلافت کا مٹ جانا لازمی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی خلافت اب تک چلی آرہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ پوپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خلیفہ نہیں لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی تو مانتے ہیں کہ امت عیسوی بھی صحیح معنوں میں مسیح کی امت نہیں۔ پس جیسے کو تیسا تو ملا ہے مگر ضرور ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے موسیٰ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اس طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصے تک چلتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلے پر بار بار زور دیا ہے کہ مسیح محمدی کو مسیح موسوی کے ساتھ ان تمام امور میں مشابہت حاصل ہے جو امور کی تکمیل اور خوبی پر دلالت کرتے ہیں۔ سوائے ان امور کے جن سے بعض ابتلاء ملے ہوتے ہیں۔ ان میں علاقہ محمدیت، علاقہ موسویت پر غالب آجاتا ہے اور نیک تبدیلی پیدا کردیتا ہے۔ جیسا کہ مسیح اول صلیب پر لٹکایا گیا لیکن مسیح ثانی صلیب پر نہیں لٹکایا گیا۔ کیونکہ مسیح اول کے پیچھے موسوی طاقت تھی اور مسیح ثانی کے پیچھے محمدی طاقت تھی۔ خلافت چونکہ انعام ہے۔ ابتلاء نہیں۔ اس لئے اس سے بہتر چیز تو احمدیت میں آسکتی ہے جو کہ مسیح اول کو ملی لیکن وہ ان نعمتوں سے محروم نہیں رہ سکتی جو کہ مسیح اول کی امت کو ملیں۔ کیونکہ مسیح اول کی پشت پر موسوی برکات تھیں اور مسیح ثانی کی پشت پر محمدی برکات ہیں۔ پس جہاں میرے نزدیک یہ بحث نہ صرف یہ کہ بیکار ہے بلکہ خطرناک ہے کہ ہم خلافت کے عرصے سے متعلق بحثیں شروع کردیں وہاں یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصے تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی اس لمبے عرصے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا یہ کہاں تک ہے؟) اور اگر خدانخواستہ بیچ میں کوئی وقفہ پڑے بھی تو وہ حقیقی وقفہ نہیں ہوگا بلکہ ایسے ہی وقفہ ہوگا جیسے دریا بعض دفعہ زمین کے نیچے گھس جاتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرون اولیٰ میں ہوا وہ ان حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانے کے لئے قاعدہ نہیں تھا''۔ (الفضل 3/اپریل 1952ء)

تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ وضاحت میرے خیال میں کافی ہے کیونکہ آپ کو بہرحال اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملی تھی۔ ایسے خلیفہ تھے، مصلح موعود تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظاہری و باطنی علوم سے پُر کئے جانے کے بارے میں بتایا تھا۔ اور بہرحال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آچکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تاکہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔

جہاں تک میرا سوال ہے، میری غلطیاں اگر نظر آتی ہیں تو مجھے بتائیں لیکن ہر جگہ بیٹھ کر یا خاص دوستوں میں بیٹھ کر، (بعض جگہ سے ایسی رپورٹیں مل جاتی ہیں) کسی کو باتیں کرنے کا حق نہیں ہے کہ اس میں یہ کمی ہے یا یہ کمزوری ہے۔ اگر نیک نیت ہیں تو مجھے بتائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کرسکے گا۔ پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں سے بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہوگا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آرہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں۔

تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کررہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس اپنے پر رحم کریں، اپنی نسلوں پر رحم کریں اور فضول بحثوں میں پڑنے کی بجائے یا ایسی بحثیں کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور وعدے پر نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔ جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔

تین سال کے بعد خلافت کو 100 سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔ ایک تو آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں۔ تو سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تاکہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے اور دجل سے بچتے رہیں۔

پھر رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ کی دعا بھی بہت دفعہ پڑھیں۔

اور اس کے ساتھ ہی ایک اور دعا کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو پہلوں میں شامل نہیں تھی کہ رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب۔ یہ بھی دلوں کو سیدھا رکھنے کے لئے بہت ضروری اور بڑی دعا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ آئے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔

پھر اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ پڑھیں۔

پھر استغفار بہت کیا کریں۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّی مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

پھر درود شریف کافی پڑھیں۔ ورد کریں۔ آئندہ تین سالوں میں ہر احمدی کو اس طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام اور استحکام کے لئے ضرور روزانہ دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔

ایک نفلی روزہ ہر مہینے رکھیں اور خاص طور پر اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کو جماعت احمدیہ میں ہمیشہ قائم رکھے۔

اس کے بعد اب میں پھر یہی کہتا ہوں کہ اگر کسی کے دل میں شر ہے تو استغفار کرے اور اسے نکال دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت اس قدر پھیل چکی ہے اور ایمان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کررہی ہے کہ باوجود رابطوں کی سہولیات نہ ہونے کے انشاء اللہ تعالیٰ خلافت سے دور ہٹانے کی کوئی سکیم، کوئی منصوبہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

ضمناً یہ بتادوں کہ گو میں مشرقی افریقہ کے تین ملکوں کا دورہ کرکے آیا ہوں اور وہاں اندرون ملک غریب جماعتوں تک پہنچنے کی کوشش بھی کی ہے۔ لیکن بعض دوسرے ممالک مثلاً ایتھوپیا، صومالیہ، برونڈی، کانگو، موزمبیق، زیمبیا، زمبابوے وغیرہ کے لوگ بھی وفود کی شکل میں آئے ہوئے تھے اور ان سے بھی


**M. S. DOUBLE GLAZING LTD**

**Supplier & Installers**

**UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries**

*For Friendly Quote Please Contact:* ***Muhammad Sajid Qamar***

**Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190**

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

ملاقاتیں ہوئی ہیں۔بعض لوگ تو سفر کی سہولتیں نہ ہونے اور کچی سڑکیں ہونے کے باوجود دواڑھائی ہزار کلو میٹر کا سفر طے کر کے آئے تھے۔اور غربت کے باوجود اپنے خرچ کر کے آئے تھے۔ان کی کوئی مدد نہیں کی گئی۔دنیاوی لیڈروں اور بادشاہوں کے لئے بھی لوگ جمع ہو جاتے ہیں لیکن بعض جگہ ان کو گھیر کے لایا جاتا ہے۔پاکستان وغیرہ میں تو اکثر اسی طرح ہوتا ہے، لے کر آجاتے ہیں اور جانے کے لئے پھر بیچاروں کے پاس پیسے نہیں ہوتے لیکن وہ اپنے ملک کے لوگ ہیں ان کے لئے اکٹھے بھی کر لیتے ہیں۔لیکن ایک ایسا شخص جو نہ ان کی قوم کا ہے، نہ ان کی زبان جانتا ہے، نہ اور کوئی چیز کامن ہے اگر مشترک ہے تو ایک چیز کہ وہ احمدی ہیں اور خلافت سے تعلق رکھنے والے ہیں۔تو اسی لئے وہ اس قدر تردد کر کے آئے تھے اور یقیناً ان کو خلافت سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کی وجہ سے انہوں نے یہ اتنی تکلیفیں اٹھائیں۔پس جب تک ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ان تمام نعمتوں سے حصہ لیتی رہے گی جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں جن کے بارہ میں بتایا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کو اخلاص و وفا اور اعمال صالحہ میں بڑھاتا چلا جائے اور ہمیشہ وہ خلافت سے جڑے رہیں۔

اس دورے کے دوران ایک افسوسناک سانحہ بھی ہوا جس کا طبیعت پر بڑا اثر رہا۔زیمبیا سے ایک وفد آیا ہوا تھا واپس جاتے ہوئے ان کا ایک حادثہ ہو گیا جس میں ہمارے غانین معلم جو وہاں تعینات تھے ابراہیم صاحب، ان کے سمیت پانچ احمدی شہید ہو گئے۔ان میں ایک غیر احمدی ڈرائیور بھی شامل تھا۔لیکن اس حادثے نے ان کے ایمان میں کمزوری نہیں پیدا کی بلکہ ان بچنے والوں اور وفات یافتگان کے عزیزوں کا تعلق جماعت سے اور بڑھا ہے۔اور انہوں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھا اور رضا سمجھا اور یہ اظہار کیا کہ موت تو کہیں بھی آسکتی تھی۔تو اللہ تعالیٰ ان سب کو جو زندہ ہیں ان کو ایمان میں اور مضبوط کرے اور جو وفات یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت و مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔یہ جو ہمارے غانین مبلغ تھے بہت وفا کا تعلق رکھنے والے، بہت خوبصورت نوجوان تھے۔ابھی تک میری نظروں کے سامنے ان کا مسکراتا چہرہ گھوم جاتا ہے اور ملاقات کے وقت یہ عزم کر کے گئے تھے کہ ہم نئے سرے سے جماعت کے پیغام اور تربیت کے کام کو آگے بڑھائیں گے۔ان کے ساتھ ان کی بیچاری پوری فیملی گئی۔ان کی بیوی اور دو بچے بھی سفر کر رہے تھے۔موقع پر وہیں ان کی اہلیہ اور ایک بچہ بھی شہید ہو گئے۔اور ایک بچہ جس کی عمر پانچ سال ہے بچ گیا تھا۔تو بہر حال اس بچے کے ذہن پر بھی حادثے کا بہت اثر ہوگا۔اس کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے آئندہ ہر دکھ سے بچائے۔ان سب کی میتیں غانا بھجوائی گئی ہیں جہاں ان کی تدفین ہوئی۔اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند کرے۔ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ابھی جمعہ کی نماز کے بعد میں ان سب کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

---

بقیہ: رپورٹ دورہ مشرقی افریقہ از صفحہ 13

## نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ تنزانیہ کے ساتھ میٹنگ

پانچ بجے حضور انور اپنی جائے رہائش سے 'احمدیہ مسجد سلام' تشریف لائے اور نیشنل مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور نے تمام مہتممین اور ان کے شعبہ جات اور کام کا تفصیل سے جائزہ لیا۔آئندہ کے پروگراموں اور لائحہ عمل کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے صدر صاحب کو ہدایت فرمائی کہ خدام الاحمدیہ کے 'دستور اساسی' کا سواحیلی زبان میں ترجمہ کر کے اپنے مہتممین کو دیں۔حضور انور نے خدام سے چندہ اکٹھا کرنے کے بارہ میں ایک اصولی ہدایت فرمائی کہ خدام کا چندہ صرف اُن سے لینا ہے جو جماعت کا چندہ ادا کرتے ہیں۔جو جماعت کا چندہ ادا نہیں کرتے ان سے خدام کا چندہ نہیں لینا۔حضور انور نے آمد اور اخراجات کا بجٹ بنانے کے بارہ میں بھی تفصیل کے ساتھ اس کی ذمہ داریوں اور کام کرنے کے طریق کے بارہ میں سمجھایا۔

میٹنگ کے آخر پر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ تنزانیہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔چھ بجکر 30 منٹ پر یہ میٹنگ ختم ہوئی۔

## انفرادی فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے اور فیملیز سے انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔13 فیملیز نے حضور انور ایدہ اللہ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

آج ملاقات کرنے والوں میں ایک پرانے بزرگ احمدی مکرم سالم ڈینڈی کلّے بھی تشریف لائے۔یہ بیمار تھے ان کے بچے ان کو 40 کلومیٹر سے گاڑی میں لائے تھے اور اٹھا کر کرسی پر بٹھایا تھا۔حضور انور ان سے ملنے کے لئے دفتر سے باہر تشریف لائے۔حضور انور کا ہاتھ پکڑ کر روتے رہے اور بتایا کہ حضور کی تصویر دیکھ کر تسکین نہیں ملتی تھی اس لئے ملنے آیا ہوں اور حضور کو دیکھ کر سکون مل گیا ہے۔اس بزرگ احمدی نے پرانے مبلغین کے ساتھ مل کر بہت خدمت کی ہے۔

## نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ

سات بجکر پچاس منٹ پر ملاقاتیں ختم ہوئیں۔اس کے بعد 'مسجد سلام' میں نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور نے صدر صاحب انصار اللہ کو ہدایت فرمائی کہ تمام قائدین کو انصار اللہ کی کانسٹی ٹیوشن مہیّا کریں۔ان کو علم ہونا چاہئے کہ ان کے شعبہ کا کیا کام ہے۔ان کی کیا ذمہ داری ہے۔

حضور انور نے بڑی تفصیل کے ساتھ قائدین کو ان کے شعبہ جات اور کام کے بارہ میں بتایا اور ان کو سمجھایا کہ کس طرح آپ نے اپنے شعبہ کے تحت پروگرام بنانے ہیں اور پھر ان پر عمل کرنا ہے اور کروانا ہے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ہر ٹاؤن اور گاؤں میں جہاں انصار اللہ ممبران موجود ہیں وہ اپنی مجلس قائم کریں۔حضور انور نے آمد اور اخراجات کا بجٹ بنانے کے بارہ میں بھی تفصیل کے ساتھ ان کو سمجھایا۔حضور انور نے فرمایا اب وقت ہے کہ تمام ذیلی تنظیمیں فعّال ہوں اور مستعد ہوں تو ترقی کی رفتار کئی گنا ہوگی۔

مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ یہ میٹنگ آٹھ بجکر 25 منٹ پر ختم ہوئی۔میٹنگ کے اختتام پر مجلس عاملہ انصار اللہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی حاصل کیا۔

اس کے بعد 8:30 بجے حضور انور نے 'مسجد سلام' میں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁❁

## حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔مورخ احمدیت

### ناکام جدّ وجہد اور خیالی پلاؤ

جماعت اسلامی کے باغی ارکان میں ڈاکٹر اسرار احمد بہت نمایاں شخصیت ہیں جنہوں نے ''تنظیم اسلامی'' اور ''تحریک قیام خلافت'' کے نام پر اپنی شہرت کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔موصوف نے مجلس سوال و جواب کی ایک نشست میں اپنے سیاسی مشن کا تعارف کراتے ہوئے بیان فرمایا کہ ہم پوری دنیا پر حجّت کے لئے پاکستان میں نظام اسلامی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔''یہ دوسری بات ہے کہ لوگ ہماری طرف زیادہ متوجہ نہیں ہو رہے۔اگر حضرت نوح پر ساڑھے نو سو برس میں کل ستّر یا بہتر آدمی متوجہ ہوئے تو ہم کس کھیت کی مُولی ہیں۔''

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے یہ گوہر افشانی کی:۔''میرا گمان غالب یہ ہے کہ ان (مہدی) کی آمد اور ورود سے قبل پاکستان اور افغانستان میں مل کر ایک اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی اگرچہ اس کے کوئی آثار ابھی تک موجود نہیں ہیں لیکن گمان ہے۔ایک امید ہے، ایک خیال ہے۔بس اس سے زیادہ نہیں''۔

(''ندائے خلافت'' ۲ جولائی ۲۰۰۳ء صفحہ ۱۹)

### پاکستان کے متحدہ اسلامی محاذ اور ان کا عبرتناک حشر

احراری لیڈر مجاہد الحسینی صاحب کا بیان:۔

پاکستان کی تاریخ میں قائم شدہ متحدہ دینی اسلامی محاذ کا ۱۹۵۳ء میں جو حشر ہوا وہی درحقیقت اس ملک میں مذہبی جماعتوں اور دینی حلقے کی بے وقعتی اور ضعیفی کا موجب بنا ہے، بعد ازاں کے اکثر دین و مذہب کے مقدّس عنوانوں سے قائم شدہ محاذات حکمرانوں اور طالع آزماؤں کی سیاسی ضرورت کے تحت بروئے کار آتے رہے ہیں جس کا بعض اہلِ قلم حوالہ بھی دیتے رہتے ہیں۔اس عنوان اور موضوع سے متعلق راقم الحروف نے ''ہفت روزہ خدام الدین'' لاہور اور اپنے ماہنامہ ''صوت الاسلام'' فیصل آباد میں کئی مرتبہ لکھا ہے کہ دینی جماعتیں اپنا یہ شغل محاذ سازی کب تک جاری رکھیں گی؟ اور ایک معقول محاذ کے بعد دوسرے محاذ کی ضرورت آخر کیوں پیش آجاتی ہے؟ مثلاً ۱۹۵۳ء کی ''آل مسلم پارٹیز کنونشن'' میں اور علماء کرام کے تاریخی اجلاس میں جو ۲۲ نکاتی دستوری سفارشات مرتب ہوئی تھیں اور جن پر مشرقی اور مغربی پاکستان کے تمام علماء کرام نے توثیقی دستخط ثبت کئے تھے آخر اُن کا کیا بنا؟ اس تحریک کے بعد پھر اسلامی محاذ اور پھر نظام مصطفیٰ کے مقدّس عنوان سے محاذ کا قیام وغیرہ، غرضیکہ دینی محاذوں کی شکست و ریخت کے کئی مرحلے آئے اور ہماری حالت اس سے آگے نہ بڑھ سکی کہ

ہم اُٹھاتے ، بچھاتے ہی رہے بستر اپنے

سوال یہ ہے کہ تحریک ختم نبوت، نظام مصطفیٰ اور دیگر تحریکوں میں قید و بند کے علاوہ جن فرزندان اسلام نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جام شہادت نوش کئے ہیں انکا مقصد کیا تھا؟ انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے رہنماؤں اور ان کی ''لاڈلی اولاد'' کے لئے ایر کنڈیشنڈ کوٹھیوں، گاڑیوں اور جدید ڈیزائن اور ماڈل کی پجاروؤں میں عیش و عشرت اور ان شہداء کے بال بچوں کی کفالت کے نام پر امریکہ و برطانیہ کے لاکھوں ڈالر اور پونڈ چندہ جمع کر کے اپنے عشرت کدے سجانے اور حکومت سے مختلف ناموں سے ایجنسیاں لے کر اپنا معاشی مسئلہ حل کرنے کے لئے نہیں پیش کئے تھے۔''

(ماہنامہ ''الأحرار'' لاہور۔ملتان مئی ۲۰۰۴ صفحہ ۲۳)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

**بقیہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود از صفحہ نمبر 4**

بذریعہ وحی اطلاع گئی تھی کہ بنونضیر کے یہودی اوپر سے پتھر گرا کر آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔اور یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ بات اپنی طرف سے بنالی گئی تھی۔یہ بات نا قابلِ فہم ہے کہ ان تاریخی کتب کے مطابق بھی،جن میں یہ روایت درج ہے، یہ کہیں نہیں لکھا کہ ان یہود نے اس الزام سے انکار کیا تھا۔اور وہ ایسا کر بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ اس وقت مدینہ میں اس سازش کی تفصیلات کا لوگوں کو علم ہو چکا تھا۔تاریخی کتب میں پوری تفصیلات درج ہیں کہ اس سازش کے بنتے وقت کس نے اس کی مخالفت کی اور کس نے حمایت کی اور کس نے حامی بھری کہ وہ اوپر جا کر پتھر نیچے پھینکے گا۔ان یہود نے اس الزام سے انکار نہیں کیا بلکہ مستشرقین کے پسندیدہ مورخ واقدیؔ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جب رسولِ کریم ﷺ اچانک وہاں سے تشریف لے گئے،تو ان میں سے ایک شخص کنانۃ بن صوریاء نے گھبرا کر لوگوں کو کہا مجھے معلوم ہے کہ محمد ( ﷺ ) اچانک کیوں چلے گئے ہیں۔توراۃ کی قسم تم نے جو غداری کا تہیہ کیا تھا ضرور انہیں اس کی خبر ہوگئی ہے۔پس اپنے آپ کو دھوکا نہ دو خدا کی قسم وہ خدا کے رسول ہیں۔ہمارا خیال تھا وہ رسول بنی ہارون میں سے ہوگا مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنا رسول بناتا ہے۔کنانۃ کی باتیں سن کر ان کے سردار سلام بن مشکم نے ان کو یوں لعنت ملامت کی کہ مَیں تو پہلے ہی تمہارے منصوبے کو نا پسند کر رہا تھا۔اب وہ ضرور ہماری طرف آدمی بھجوائیں گے کہ یہاں سے نکل جاؤ۔اس کے بعد رسولِ مقبول ﷺ کا سفیر ان کے پاس آیا اور یہ پیغام دیا کہ تمہاری سازش ہمیں معلوم ہو گئی ہے،اس لئے اب تم مدینہ سے باہر نکل جاؤ۔اس روایت میں واضح درج ہے کہ اس وقت بنونضیر ندامت محسوس کر رہے تھے اور ان میں سے کچھ کے دل یہ معجزہ دیکھ کر اسلام کی طرف جھک رہے تھے۔جب اس سفیر نے یہ پیغام ان کو دیا تو انہوں نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ ہم نے یہ سازش نہیں کی۔اور وہ کہہ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ اس بحث سے جن کو نہیں بھی معلوم تھا ان کو بھی حقیقت کا پتہ چل چکا تھا۔وہ پہلے تو خاموش ہوگئے اور پھر صرف یہ کہا کہ ہمیں یہ امید نہیں تھی کہ قبیلہ اوس کا کوئی شخص یہ پیغام لائے گا کہ ہم یہاں سے نکل جائیں۔

یہ عجیب لطیفہ ہے کہ ان یہود نے تو اس بات سے انکار کیا ہی نہیں تھا کہ ہم نے یہ سازش نہیں کی بلکہ وہ تو ایک دوسرے کو اس وجہ سے ملامت کر رہے تھے۔لیکن چودہ سو برس بعد ان مستشرقین کو یہ خبر کہاں سے مل گئی کہ یہ دعویٰ پیش کر رہے ہیں کہ دراصل تو وہ یہود معصوم تھے،ان بیچاروں پر خواہ مخواہ یہ غلط الزام لگا دیا گیا تھا۔مدعی سست گواہ چست۔

بنونضیر کے واقعہ کو بیان کرتے وقت مستشرقین جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں،وہ بنونضیر کے کھجوروں کے درخت ہیں جن کو اس لئے کٹوایا گیا تھا تاکہ جنگ جلدی اختتام پذیر ہو۔بہت سے مستشرقین بنونضیر کی غداری اور ان کی سازش کا تو خاص ذکر نہیں کرتے اور جس طرح ان کو معافی دی گئی اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کرتے لیکن یہ بات بہت زور سے بیان کرتے ہیں کہ دیکھو مسلمانوں نے کتنا بڑا ظلم کیا کہ بنونضیر کے درخت کاٹ دیئے۔مثال کے طور پر Historians History of the World میں نبی اکرم ﷺ کی سوانح پر چند صفحات شامل کئے گئے ہیں لیکن سارے اہم واقعات کو چھوڑ کر بلکہ بنونضیر کے واقعہ کے بھی اہم پہلوؤں کو نظر انداز کر کے،ان کھجوروں کا ذکر بڑے دکھ سے کیا گیا ہے۔چنانچہ اِس کتاب کی جلد 7 کے صفحہ231 پر اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس زمانے کے عرب میں جو جنگ کے معروف اخلاقی ضابطے تھے ان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کے کھجوروں کے باغات کاٹ دئے گئے اور ان کو ان کے مضبوط قلعوں سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا۔معلوم نہیں ان کو کس نے خبر دے دی کہ اس دور کے عرب میں بھی جنگ کے اعلیٰ اخلاقی ضابطے تھے۔دشمن کی لاشوں کے کان،ناک کاٹنا تو ان کا معمول تھا،انہوں نے درختوں کا لحاظ کیا کرنا تھا۔یہ بات بھی صریحاً غلط ہے کہ اسلام سے قبل عرب کے لوگ جنگ کے دوران درختوں کو نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔صرف دو مثالیں اس بات کو واضح کر دیں گی۔بنونضیر کی جنگ سے چند ماہ قبل غزوہ سویق کا واقعہ ہوا تھا۔جس میں ابوسفیان مشرکینِ مکہ کے دوسو سواروں کو لے کر رات کو مدینہ کے اندر داخل ہوا،اور بنونضیر کے کچھ لوگوں نے ان کی خاطر مدارت کی اور میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے،ان کو مخبری بھی کی۔پھر اس کے بعد اس فوجی دستے نے مدینہ کے نواح میں دو مسلمانوں کو شہید کیا اور ان کے کجھوروں کے باغ کو آگ لگائی۔تاریخی طور پر ثابت ہے کہ مشرکین نے یہ فتنہ بنونضیر کے تعاون سے کیا تھا۔جنگِ بغاث اسلام کی مدینہ میں آمد سے صرف پانچ سال قبل لڑی گئی تھی۔اس میں ایک طرف بنوقریظہ،بنونضیر اور اوس شامل تھے اور دوسری طرف خزرج تھے۔جب خزرج کے قدم اکھڑے تو ان کا قتلِ عام شروع ہوا۔اس وقت اوس نے تو ہاتھ روک لئے لیکن بنوقریظہ اور بنونضیر نے قتل و غارت جاری رکھی اور پھر خزرج کے مکانات اور باغوں کو آگ لگا دی۔جبکہ تاریخی طور پر ثابت ہے کہ نہ صرف عرب اس دور میں دورانِ جنگ دشمن کے باغات کو نقصان پہنچاتے تھے بلکہ خود بنونضیر اس کام میں کافی سرگرم رہے تھے۔تو پھر اس وقت بنونضیر کا اس کو ظلم قرار دینا یا آج مستشرقین کا یہ لکھنا کہ اس دور میں عرب میں اس بات کا کوئی نام ونشان نہیں تھا،ایک بے معنی بات ہے۔

اس کے بعد اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ بنونضیر کی جانیں صرف عبداللہ بن ابی کی مضبوط سفارش کی وجہ سے بچی تھیں۔حقیقت یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا سفیر بنونضیر کے پاس پہنچا کہ اب تمہاری سازش کا راز فاش ہو چکا ہے،اس لئے اب تم مدینہ سے باہر نکل جاؤ تو عبداللہ بن ابیّ نے انہیں پیغام بھجوایا کہ تم ہرگز مدینہ سے باہر نہ نکلو بلکہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور دیگر گروہ بھی تمہاری مدد کریں گے۔اس کی شہ پر بنونضیر نے جنگ شروع کر دی لیکن اس کے بعد دوسروں نے تو کیا مدد کو آنا تھا،خود عبداللہ بن ابی بھی گھر بیٹھا رہا اور ان کی مدد کو نہیں آیا۔یہ سفارش کرنے کا واقعہ تو بنوقینقاع سے جنگ کے بعد ہوا تھا،جسے بنونضیر کے واقعہ سے خلط ملط کر دیا گیا ہے۔

### بائبل کی تعلیم

لیکن بنونضیر کی کھجوروں کا تذکرہ کرتے ہوئے، سب سے خوب موازنہ تو ولیم میورؔ صاحب نے پیش کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے بنونضیر کے کجھوروں کے درخت جلائے تو بنونضیر نے اس پر احتجاج اس لئے کیا تھا کیونکہ حضرت موسیٰ کے بیان فرمودہ قانون میں اس کی ممانعت کی گئی ہے۔پھر وہ حاشیہ میں استثناء باب 20 آیت 19 کا حوالہ دیتے ہیں کہ جنگ کے دوران درخت کاٹنے یا جلانے کی ممانعت ہے۔یہ پڑھ کر لازماً یہی خیال آتا ہے کہ بائبل کی تعلیم کتنی عفو اور درگزر سے پُر ہے کہ حالتِ جنگ میں درختوں کو کاٹنے یا نقصان پہنچانے کی سختی سے مناہی کی گئی ہے۔اور اگر بغیر تحقیق کے سرسری نظر سے یہ عبارت پڑھی جائے تو پڑھنے والا یہ سوچے گا کہ بنونضیر کو درختوں کا کٹنا اس لئے ظلم لگ رہا تھا کہ وہ اس نرم شریعت کے پیروکار تھے۔اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا حوالے کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے۔بائبل کے اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے اگر کسی قلعے کا محاصرہ کیا جائے تو کیا طرزِ عمل ہونا چاہئے،اور ان حالات میں کن اخلاقی ضابطوں کی پیروی کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس باب میں بیان کیا گیا ہے کہ:

’’جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا۔اور اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لئے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باجگذار بن کر تیری خدمت کریں۔‘‘(استثناء باب 20آیت 11-10)

یہ جملہ پڑھ کر انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ صلح کرنے کی صورت میں یہ رعایت ہے کہ صلح کرنے والوں کو ملازم بنالیا گیا ہے تو جنگ کرنے کی صورت میں سزا کیا ہوگی۔چنانچہ پھر جنگ کرنے والوں کی بابت یہ حکم دیا گیا ہے

’’اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو تو اس کا محاصرہ کرنا۔اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں اور اس شہر کے سب مال اور لوٹ کو اپنے لئے رکھ لینا اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھ کو دی ہو کھانا۔‘‘

(استثناء باب 20آیت 14-12)

یہ پڑھ کر ہر پڑھنے والا حیران ہو جائے گا کہ میورؔ صاحب اس قتل و غارت کی تعلیم کی مثال پیش کر رہے ہیں اور بنونضیر کے ساتھ ہونے والے سلوک کی مذمت کر رہے ہیں،جن کی جان بخشی کر دی گئی۔وہ ہتھیاروں کے سوا اپنی دیگر قیمتی املاک ساتھ لے گئے۔اور باہر جا کر پھر مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے لگ گئے۔کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بائبل کی اس تعلیم کی رو سے عورتوں اور بچوں کی جان بخش دی گئی ہے۔ان کے متعلق تفصیلی حکم اس کے بعد آتا ہے اور وہ یہ ہے:

’’ان سب شہروں کا یہ حال کرنا جو تجھ سے بہت دور ہیں اور ان قوموں کے شہر نہیں ہیں۔پر ان قوموں کے شہروں میں جن کو خداوند تیرا خدا میراث کے طور پر تجھ کو دیتا ہے کسی ذی نفس کو جیتا نہ بچا رکھنا۔‘‘

(استثناء باب 20آیت 16-15)

یعنی یہ تعلیم ہے کہ جس شہر پر قبضہ کرو اس کے بچے بچے کو قتل کرنا تم پر فرض ہے۔اب ہر انصاف پسند دیکھ سکتا ہے کہ بائبل کی اس تعلیم کی نسبت،آنحضرت ﷺ کا سلوک سراسر شفقت اور نرمی کا سلوک تھا۔لیکن ایک سوال باقی رہ جاتا ہے کہ درختوں کے متعلق آخر کیا ہدایت ہے جس کا ذکر میور صاحب اس طمطراق سے کر رہے ہیں۔اور اس ہدایت کا مقصد آخر ہے کیا؟ کیونکہ جب تمام آبادی ان احکامات کی بھینٹ چڑھ چکی ہوگی تو پھر درختوں کا کرنا کیا تھا۔سو وہ حکم یہ ہے:

’’جب تو کسی شہر کو فتح کرنے کے لئے اس سے جنگ کرے اور مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہے تو اس کے درختوں کو کلہاڑی سے نہ کاٹ ڈالنا کیوں کہ ان کا پھل تیرے کھانے کے کام میں آئے گا۔..........سو فقط انہی درختوں کو کاٹ کر اڑا دینا جو تیری دانست میں کھانے کے مطلب کے نہ ہوں۔‘‘

(استثناء باب 20آیت 20-19)

اب بات واضح ہوئی کہ آخر درختوں کو بچانے کا مقصد کیا تھا۔تاکہ جب فاتح افواج مردوں،عورتوں اور بچوں کے قتل سے فارغ ہو جائیں تو ان کے کھانے میں کہیں پھلوں کی کمی نہ ہو جائے۔یہ نرمی یا درگزر کی نہیں بلکہ ظلم اور شکم پروری کی تعلیم ہے۔معلوم نہیں میورؔ صاحب کس کو دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں اور کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟ (باقی آئندہ شمارہ میں )

❁❁❁❁❁❁

سیٹلائٹ

بقیہ: دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالی
از صفحہ نمبر 16

ٹرانسپورٹ کی کمی کے باوجود اس نئی جگہ منتقل ہو گئے۔ اس ہال کو بینرز سے بھی سجا لیا گیا۔ لاؤڈ سپیکر اور ریکارڈنگ کے جملہ انتظامات بھی مکمل کر لئے گئے تھے۔

## جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب

6:30 بجے حضور انور جلسہ گاہ تشریف لائے۔ دس ہزار سے زائد افراد سے بھرا ہوا یہ ہال فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کا ترجمہ سواحیلی زبان میں پیش کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

ہے شکر ربّ عزّ وجل خارج از بیاں

خوش الحانی سے پڑھا گیا۔ اس کا سواحیلی زبان میں ترجمہ منظوم کلام کی صورت میں پیش کیا گیا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم نے اسلامی تعلیمات کو بیان کیا ہے کہ لوگ ان تعلیمات کو اپنائیں اور اچھا عمل دکھائیں۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ نیک اعمال بجا لائیں۔ حقوق العباد ادا کریں اور تمام بُرے کاموں سے اجتناب کریں۔

حضور انور نے فرمایا جب ہم نیکی میں دوسروں سے آگے بڑھیں گے تو ہماری روحانی حالت اور اچھی ہو گی۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا جسمانی اور روحانی زندگی دونوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر ہم ان اسلامی تعلیمات کے مطابق چلیں گے تو یقیناً بہت ترقی کریں گے۔ لیکن اگر ہم نے ان اسلامی تعلیمات سے فائدہ نہ اٹھایا اور ان کو پس پشت ڈال دیا تو پھر نہ ہماری حالت اچھی ہو گی اور نہ ہی قوم کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

حضور انور نے فرمایا: پس ہر احمدی کو چاہئے کہ ان تعلیمات پر عمل کرے اور نہ صرف عمل کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کے تحت نیکیوں میں آگے بڑھے۔ اگر آج آپ کی حالت اچھی نہیں ہے تو یہ اسی حکم فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ' کی کمی کی وجہ سے ہے۔ حضور انور نے فرمایا آپ لوگوں کو ایسا ہونا چاہئے کہ قوم و ملّت کی عزّت کا باعث بنیں اور یہ اُسی صورت میں ہو گا جب آپ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں گے اور اُس خدا کی عبادت کریں گے جو سب طاقتوں کا مالک ہے۔ حضور انور نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہمیشہ ایک دوسرے سے نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے تھے اور ہر وہ راستہ تلاش کرتے تھے جس میں وہ ایک دوسرے سے نیکی میں سبقت لے جائیں۔

حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ بیان کرتے ہوئے۔ فرمایا کہ غریب صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! تاجر لوگ ہماری طرح عبادت کرتے ہیں اور ہماری ہی طرح نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مال کی فضیلت اُن کو دی ہے وہ مالی قربانی کے ذریعہ ہم سے آگے نکل جاتے ہیں تو اس صورت میں ہم کیا کریں؟ کونسا طریق اختیار کریں کہ ہم ان سے آگے نکلیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نماز کے بعد ذکر الٰہی کیا کرو۔ 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر۔ اگر ایسا کرو گے تو ان سے بڑھ جاؤ گے۔ امیر لوگوں کو بھی اس کا علم ہو گیا تو انہوں نے بھی نمازوں کے بعد یہ تسبیحات شروع کر دیں۔ غریب صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ امیر لوگوں نے بھی یہ تسبیحات شروع کر دی ہیں تو اس پر حضور ﷺ نے فرمایا میں کیا کر سکتا ہوں ہر ایک دوسرے سے نیکی میں سبقت لیجانے کی کوشش کرے۔

حضور انور نے فرمایا: پس ہم کو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی طرح نیکیوں میں ایک دوسرے سے بڑھنے اور سبقت لیجانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہم نے اپنے اندر اچھی تبدیلی پیدا کی تو ہماری زندگی اچھی ہو گی اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہماری زندگی کے دوسرے شعبوں میں کمی واقع ہو جائے گی اور پھر نام باقی رہ جائے گا اور آہستہ آہستہ یہ نام بھی مٹ جائے گا۔ پس ہم کو ہر وقت یہ موقع تلاش کرنا چاہئے کہ ہم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھیں۔

حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے۔ یہ متاع اُس کو جہاں سے بھی ملے وہ اس کو لے لیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ ایک مومن جب ہر اچھی بات اختیار کر لے گا تو دوسرے لوگوں کی نظر میں کمزور نہیں رہے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا نظارہ ہر فرد سے لے کر قومی سطح تک ہونا چاہئے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں گے کہ کتنی بڑی بڑی تبدیلیاں ملکی و قومی سطح پر رونما ہوتی ہیں۔ جب آپ نے ایک دوسرے کی مدد کرنی شروع کر دی تو پھر یقیناً سمجھیں کہ ترقی کے راستے کھلنے شروع ہو گئے اور آپ ہمیشہ ترقی کی راہ پر گامزن رہیں گے۔

حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے روز ہر نیک عمل کرنے والا مومن ایک مخصوص دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اگر جہاد میں اوّل تھا تو وہ جہاد کے دروازہ سے جنّت میں داخل ہو گا۔ اور اگر نمازوں میں، مالی قربانی میں اور روزوں میں آگے تھا تو انہی دروازوں سے داخل ہو گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے جو ان سارے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں وہ تم ہو۔

حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنّت میں جانے کا کونسا طریق ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا عبادت کرو، خدا کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ، نماز باجماعت ادا کرو، زکوٰۃ دو اور اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں آنحضور ﷺ نے ایک راستہ بیان نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ اگر ان سب کو اختیار کرو گے تو تب جنّت میں داخل ہو گے اور جو ان نیکیوں میں کسی میں بھی نمایاں طور پر آگے ہو گا وہ اُسی مخصوص دروازہ سے جنّت میں داخل ہو گا۔ اس کے بعد حضور انور نے اس حدیث میں بیان شدہ ہر ایک نیکی کی تشریح فرمائی۔

حضور انور نے فرمایا کہ نیک اعمال کی مثال پانی کی طرح ہے اور فرمایا کہ ایک دریا کا پانی ہوتا ہے اور ایک بارش کا پانی ہوتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: جس طرح دریا اور بارش کا پانی لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اسی طرح آپ نیکیاں اختیار کر کے اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائیں اور دوسروں کو بھی ان نیکیوں سے فیض یاب کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی شاگرد ہیں۔ پس یہ پیغام ہر فرد تک پہنچائیں اور کوشش کریں کہ ہر ایک اس پیغام کو قبول کرے۔ حضور انور نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغ کے میدان میں انقلاب لائیں۔ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں اور اپنی قوم کو اور اپنے لوگوں کو بُرے کاموں سے نجات دلائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی مرد اور عورت اور ہر احمدی بزرگ اور بچہ اپنے فرائض کو سمجھے اور نیک اعمال میں اچھی کارکردگی دکھائیں اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو جماعتی روایات کے خلاف ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ تنزانیہ نے بہت سے ایسے افراد کو پیدا کیا ہے جنہوں نے قومی و ملکی سطح پر جماعت احمدیہ کا نام روشن کیا ہے۔ اس میدان میں ایک مثال مرحوم شیخ امری عبیدی صاحب کی ہے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی ایسے افراد تیار ہوں گے جو جماعت احمدیہ کا نام روشن کریں گے۔

حضور انور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اپنے ملک سے محبت کرے اور عملی طور سے ظاہر کرے۔ اچھے اعمال کریں تا کہ آپ کا ملک بہترین ممالک میں شمار ہو۔

حضور انور نے فرمایا یہ ملک قدرتی خزانوں سے مالا مال ہے۔ پس آپ سب بہت محنت کریں تا کہ یہ ملک ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

حضور انور نے اپنے خطاب کے آخر پر فرمایا: جلسہ کے ان دونوں دنوں میں آپ نے جو سیکھا ہے اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ اپنے اہل و عیال کو اچھی حالت میں رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اُن دعاؤں کا وارث بنائے جو آپ نے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والے احباب کے لئے کی ہیں۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ ہر وقت آپ کی مدد کرے اور حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خلافت اور احمدیت سے محبت بڑھائے اور ہمیشہ اس سے منسلک رکھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اس کے بعد حضور انور نے جلسہ کی اختتامی دعا کروائی۔

حضور انور کا یہ اختتامی خطاب رات آٹھ بجکر پندرہ منٹ تک جاری رہا۔ تنزانیہ کے اس تاریخی جلسہ سالانہ میں ملک کے تمام ریجنز اور جماعتوں سے دس ہزار یکصد سے زائد احباب نے شرکت کی۔ جب کہ گزشتہ سال ان کے جلسہ سالانہ کی حاضری دو ہزار پانچ صد تھی۔

## اجتماعی بیعت

اس کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی جس میں دو صد پچپن غیر از جماعت احباب نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ان بیعت کرنے والوں سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کیسے احمدی ہونے کا خیال آیا۔ تو ان میں سے ایک صاحب نے بتایا کہ ہمارے مبلغ ہمارے علاقہ میں آئے تا کہ جلسہ سالانہ کے لئے آنے کے لئے لوگوں کو تحریک کریں۔ اس موقع پر انہوں نے تبلیغ بھی کی۔ میں نے اُسی وقت ارادہ کر لیا کہ اب میں بیعت بھی کروں گا اور میں نے مبلغ سے کہا کہ اتنی اچھی تعلیم مجھ تک دیر سے پہنچی ہے یہ پہلے پہنچتی تو میں پہلے سے احمدی ہوتا اور میرا یہ وقت ضائع نہ ہوتا۔

KIGOMA ریجن سے آنے والے ایک دوسرے نومبائع دوست نے بتایا کہ میں نے دو تین سال پہلے احمدیوں کا مناظرہ سنا تھا۔ اس سے متأثر ہو کر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب بیعت کروں۔

TANGA ریجن سے آنے والے ایک تیسرے صاحب نے بتایا کہ میں ایک ماہ پہلے اپنے گاؤں میں احمدیوں کے پبلک جلسہ میں شامل ہوا اور تقاریر سنیں اس سے متأثر ہو کر میں نے بیعت کا فیصلہ کیا ہے۔ بیعت کی اس تقریب کے بعد مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے۔

## 11 مئی بروز بدھ 2005ء

## متوارہ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد سلام' دارالسلام میں پڑھائی۔

آج پروگرام کے مطابق دارالسلام سے متوارہ (MTWARA) کے لئے BY AIR روانگی تھی۔ نو بجکر 45 منٹ پر حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور متوارہ جانے کے لئے دارالسلام ایئر پورٹ کے لئے روانگی سے قبل دعا کروائی۔ 15 منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایئر پورٹ پر پہنچے اور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ حضور انور کی گاڑی VIP لاؤنج کے سامنے آکر رکی۔

گیارہ بجکر 40 منٹ پر تنزانین ایئر لائن کی پرواز TC 7940 متوارہ کے لئے روانہ ہوئی۔ پچاس منٹ کے سفر کے بعد ساڑھے بارہ بجے جہاز متوارہ ایئر پورٹ پر اترا۔ حضور انور VIP لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ ایئر پورٹ پر VIP لاؤنج میں متوارہ ریجن کے مبلغ سلسلہ مکرم افضل بھٹی صاحب نے بعض جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔ متوارہ ریجن کے حکومتی حکام کی طرف سے ریجنل سیکرٹری، ریجنل پولیس کمانڈر اور جنرل سیکرٹری رولنگ پارٹی متوارہ ریجن نے حضور انور کا استقبال کیا اور اپنے ریجن میں حضور انور کی آمد پر نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ حضور انور نے وزیٹر بک پر دستخط فرمائے۔

VIP لاؤنج میں کچھ دیر قیام کے بعد حضور انور

ائیر پورٹ سے باہر تشریف لائے جہاں مٹوارہ ریجن کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے دو ہزار سے زائد احباب جماعت مرد و خواتین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔نعروں کے ساتھ اھلاً وسھلاً ومرحبا کی آوازیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھیں ۔بچیاں سواحیلی زبان میں استقبالیہ نغمات پڑھ رہی تھیں ۔احباب جماعت سڑک کے دونوں جانب قطاروں میں کھڑے تھے ۔حضور انور ان کے درمیان پیدل چلتے ہوئے وہاں تک پہنچے جہاں یہ قطاریں ختم ہوتی تھیں ۔حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور انکے نعروں کا جواب دیا۔

مٹوارہ اور لنڈی ریجن کی جماعتوں سے یہ احباب اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے گرمی کے موسم میں دو دو دن کا لمبا سفر طے کر کے پہنچے تھے۔بعض لوگ کچے اور گرد آلود راستوں سے آٹھ صد کلو میٹر کا تکلیف دہ سفر طے کر کے آئے تھے اور مزید برآں ٹرکوں میں مسلسل کھڑے ہو کر آئے تھے کیونکہ بیٹھنے کی گنجائش نہیں تھی۔ان میں مرد، عورتیں ، بچے اور بوڑھے سبھی شامل تھے ۔بعض سائیکلوں پر آئے اور بعض لمبا سفر پیدل طے کر کے پہنچے۔سائیکلوں پر اور پیدل سفر کرنے والے احباب کئی دن پہلے ہی گھروں سے نکلے ہوئے تھے۔گرمی کے موسم میں کھلے آسمان تلے یہ عشّاق اپنے پیارے محبوب امام کے انتظار میں کئی گھنٹوں سے کھڑے تھے ۔حضور انور کے چہرہ مبارک پر ان کی نظریں پڑتے ہی ان کی ساری تھکاوٹ اور تکلیف دور ہو گئی اور سبھی نے بڑے والہانہ انداز میں جوش اور ولولہ کے ساتھ نعرے بلند کئے اور حضو رانور کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد ائیر پورٹ سے قیام گاہ کی طرف روانگی ہوئی۔

حضور انور کی رہائش کا انتظام ہوٹل THE OLD BOMA میں کیا گیا تھا۔مٹوارہ ائیر پورٹ سے روانہ ہو کر ایک بجکر پانچ منٹ پر حضور انور اس ہوٹل میں پہنچے۔ائیر پورٹ سے اس ہوٹل کا فاصلہ 15 کلو میٹر ہے۔ یہ ہوٹل سو سال پرانا ایک قلعہ ہے جس کو اب ہوٹل میں اس طرح تبدیل کیا گیا ہے کہ اسکی اصل حالت کو برقرار رکھا گیا ہے۔ یہ قلعہ INDIAN OCEAN کے ساحل پر ایک اونچی جگہ پر واقع ہے۔

## احمدیہ مسجد مٹوارہ کی افتتاحی تقریب

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ مسجد مٹوارہ میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں ۔مٹوارہ مسجد اپنی تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ہی اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔اس کے بعد حضور انور نے مسجد کی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور ہدایت فرمائی کہ جلد اس مسجد کی تعمیر کا بقیّہ کام مکمل کریں۔

حضور انور جب نمازوں کی ادائیگی کے لئے احمدیہ مسجد مٹوارہ پہنچے تو مٹوارہ اور لُنڈی ریجن کی 32 جماعتوں سے آئے ہوئے تین ہزار سے زائد احباب جماعت نے حضور انور کا والہانہ استقبال کیا اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے ۔اھلاً وسھلاً ومرحبًا کہتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا ۔ یہ لوگ بڑے لمبے سفر کر کے یہاں پہنچے تھے۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا ۔اس کے بعد سواحیلی زبان میں استقبالیہ نظم پیش کی گئی ۔اسکے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

آپ تمام لوگ جو یہاں میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جن میں سے اکثریت بلکہ تمام ہی احمدی مسلمان ہیں یہ یاد رکھیں کہ آپکے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے آپ لوگ خیر اُمّت ہیں۔پس آپ لوگ ہیں جو سب لوگوں سے بہتر ہیں ۔اب یہ سوچنے والی بات ہے کہ ہم کیوں خیر اُمّت ہیں۔کیا خوبی ہے جس کی وجہ سے خدا نے ہمیں اتنا اعزاز بخشا ہے ۔اسلئے کہ ہم نے خاتم الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانا ہے ۔ایک احمدی مسلمان کا یہ اعزاز اس لئے خیر امّت کا ہے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہم نے مانا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے مانا ہے کہ اس کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی کہ ایک زمانے میں جب مسیح و مہدی مبعوث ہوں گے تو تم جانا اور ان کو میرا اسلام کہنا۔تو آپ سب ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کا سلام ان کی بیعت میں شامل ہو کر پہنچایا ہے۔آپ خیر اُمّت ہیں۔ اس لئے آپ نے اسلام کی اصل تعلیم کو جو زمانے کے ساتھ بھلا دی گئی تھی اور جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ آکر زندہ کیا۔آپ نے اس تعلیم کو نہ صرف اختیار کرنا ہے بلکہ آگے پھیلانا ہے۔

اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ انسان خدا کی عبادت کرے یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔پس ہر احمدی مسلمان کا یہ فرض ہے کہ پانچ وقت نمازوں کی پابندی کرے ۔باجماعت نماز ادا کرے اور باجماعت نماز کی ادائیگی کی پابندی کرے۔حضور انور نے فرمایا یہ مسجد جو ہمارے سامنے کھڑی ہے تقریباً مکمل ہونے والی ہے۔اب اس میں نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔پس اس علاقہ کے لوگوں کا فرض ہے کہ اس کو نمازیوں سے بھر دیں ۔اسی طرح جو لوگ باہر کے علاقوں سے آئے ہیں وہ اپنے اپنے علاقہ میں مساجد کو آباد کریں ۔اور جہاں جہاں مساجد نہیں ہیں کوشش کر کے وہاں مساجد بنائیں ۔اگر آپ مساجد کی تعمیر کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے گا ۔پس آپ کوشش کریں اور کام شروع کریں پھر جماعت آپ کی مدد بھی کرے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر جگہ، ہر شہر میں اور علاقہ میں اور گاؤں میں جماعت کی مسجد تعمیر ہونی چاہئے۔پس جب آپ لوگ خدا کے حکم کے مطابق اُس کے آگے جھکنے والے ہوں گے ، نمازیں ادا کرنے والے بن جائیں گے تو خدا تعالیٰ آپ میں نیک تبدیلی پیدا کرے گا۔ کیونکہ جب آپ خدا کی خاطر اُس کے آگے جھکنے والے ہوں گے اور اُس کی مدد مانگنے والے ہوں گے تو خدا اپنے وعدوں کے مطابق ایسے لوگوں کے دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ دوسرا اہم مقصد انبیاء کی آمد کا یہ ہوتا ہے کہ معاشرہ میں امن اور سکون کی فضا پیدا کی جائے ۔پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ جو بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوا ہے وہ اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرے کہ ہر ایک دیکھ کر یہ کہے کہ اس نے احمدی ہونے کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کر لی ہے۔ ہر احمدی نے دوسرے کو نہ صرف نقصان نہیں پہنچانا بلکہ نقصان پہنچانے کا خیال بھی دل میں نہیں لانا ۔پس آپ میں سے ہر ایک کو عہد کرنا چاہئے کہ ہم نے بیعت کرنے کے بعد ایک دوسرے کا خیال رکھنا ہے ، رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے ۔دیانت داری سے اپنے کام سرانجام دینے ہیں ۔اگر کوئی ملازم اپنا کام دیانت داری سے نہیں کرتا تو جو پاک تبدیلی اس نے پیدا کرنی تھی اس کی طرف توجہ نہیں دی ۔پس یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد اپنے اخلاق کے معیار بلند کرنے ہیں ۔اخلاق میں بہت سی باتیں آجاتی ہیں ۔مثلاً جھوٹ ہے ۔ ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس نے معمولی سا بھی جھوٹ نہیں بولنا۔ ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اُس نے کبھی بھی خیانت نہیں کرنی ۔ ہر احمدی یہ عہد کرے کہ اس نے محنت سے اور دیانت داری سے اپنا کام کرنا ہے ۔اگر آپ اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگیوں کو ڈھالیں گے تو آپ میں ایک انقلاب پیدا ہو گا اور یہی وہ انقلاب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت میں لانا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر آپ لوگ محنت ، امانتداری سے کام کریں گے تو خدا تعالیٰ آپ کے کام میں بے انتہاء برکت ڈالے گا ۔اگر کوئی کسان ہے تو وہ بھی اگر محنت سے کام کر رہا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے کام میں برکت ڈالے گا ۔اگر کوئی ملازم پیشہ ہے تو اس کی تنخواہ میں برکت ڈالے گا ۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ آپ لوگ محنت ، دیانت اور امانت داری کے ساتھ کام کرنے والے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک بات اور یاد رکھیں کہ تعلیم حاصل کرنے کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس لئے ہر احمدی کو دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرنی چاہئے ۔اور دینی تعلیم بھی حاصل کرنی چاہئے ۔ ہر احمدی کو قرآن کریم پڑھنا آنا چاہئے ۔جو قرآن کریم ناظرہ پڑھ سکتے ہیں ان کو ترجمہ سیکھنا چاہئے ۔اپنے بچوں کی تعلیم کا خاص خیال رکھیں ۔ ہر احمدی ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائیں اور اس کی نگرانی بھی کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر مائیں اَن پڑھ ہیں تو تب بھی وہ اپنے بچوں کو پڑھائی کی طرف توجہ دلائیں ۔اگر دنیاوی تعلیم کے لئے غریب آدمی سمجھتا ہے کہ میرے بچے اتنے ہیں کہ میں ان کو پڑھا نہیں سکتا تو جماعت احمدیہ میں کوئی ایسا بچہ نہیں ہونا چاہئے جو مالی کمی کی وجہ سے تعلیم نہ حاصل کر سکے ۔اگر ایسے بچے ہیں جو مالی کمی کی وجہ سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو جماعت ان کا انتظام کرے گی ۔حضور انور نے فرمایا کہ اگر دنیا میں ترقی کرنی ہے اور ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہونا ہے تو اس کے لئے دینی تعلیم اور دنیوی تعلیم کا حصول ضروری ہے ۔حضور انور نے فرمایا جب آپ قرآن کریم پڑھیں گے تو آپ کو دلائل ملیں گے۔ آپ ہر مذہب والے کو قرآن کے دلائل کے ساتھ جواب دے سکیں گے۔آپ دنیاوی تعلیم حاصل کریں گے تو آپ کو یہ احساس نہیں ہو گا کہ فلاں شخص مجھ سے زیادہ پڑھا ہوا ہے اس لئے میں اس سے بات نہیں کر سکتا۔

حضور انور نے فرمایا میری آپ سب کو یہ نصیحت ہے خواہ بڑے ہیں یا چھوٹے ہیں کہ قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔لیکن جو بڑی عمر کے ہیں وہ دنیاوی تعلیم تو حاصل نہیں کر سکتے لیکن ایک فکر کے ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ دے سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر یہ پاک تبدیلیاں آپ اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے تو پھر جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟ آنحضرت ﷺ کو ماننے کا کیا فائدہ؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلام پہنچانے کا صرف یہ مطلب نہیں تھا کہ سلام پہنچا دیا بلکہ یہ تھا کہ حکم و عدل نے جو تعلیم دی ہے اس پر عمل کریں ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کوئی نئی تعلیم لے کر نہیں آئے ۔جو تعلیم آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے اُسی تعلیم کے اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے آئے ہیں۔ اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء کو بھیجتا رہا ہے اور تعلیم مکمل ہونے پر آنحضرت ﷺ کو آخری شریعت کے ساتھ بھیجا اور اس آخری شریعت کو آگے پھیلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔

خدا آپ کو توفیق دے کہ یہ پاک تبدیلیاں آپ میں پیدا ہوں اور دنیا کی نظروں میں آئے کہ یہ ہیں وہ لوگ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے نتیجہ میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں ۔جب آپ میں یہ پاک تبدیلیاں دوسرے لوگ دیکھیں گے تو وہ آپ کی طرف متوجہ ہوں گے۔اور ان کی بھی یہ خواہش ہو گی کہ آپ میں شامل ہوں ۔اگر آپ یہ پاک نمونے قائم کریں گے تو تبلیغ میں آسانی ہو گی۔

حضور انور نے فرمایا پس آپ نے خدا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور احمدیت کو سچ سمجھتے ہوئے قبول کیا ہے تو اس سچائی کو پھیلانا اب آپ کا کام ہے ۔ورنہ تو آپ اس حکم پر عمل کرنے والے نہیں ہوں گے کہ آپ نے جو اپنے لئے پسند کیا دوسرے کو نہ دیا۔

حضور انور نے فرمایا: پس تین باتیں ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنی چاہئیں ۔اللہ تعالیٰ کی عبادت ، اعلیٰ اخلاق کو اختیار کرنا اور تبلیغ کے کام کا انجام دینا۔اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔حضور انور کے خطاب کا سواحیلی زبان میں رواں ترجمہ مکرم امیر صاحب تنزانیہ نے کیا۔اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

## خواتین سے خطاب

دعا کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے لجنہ کے احاطہ کی طرف تشریف لے گئے۔حضور انور نے خواتین


خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت کی ترقی میں عورتوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔انہوں نے اپنی اگلی نسل کو سنبھالنا ہے۔پس عورتوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خود بھی دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو بھی اس طرف مائل کریں۔اپنے بچوں کی بہترین رنگ میں تربیت کریں،ان کو نمازوں کی عادت ڈالیں۔تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالیں۔اگر عورت چاہے تو اپنے گھر کے ماحول کو ٹھیک کرسکتی ہے۔حضور انور نے فرمایا اسلام میں عورت کا بہت بلند مقام ہے اس کو سمجھیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔آمین

## موزمبیق کے وفد سے ملاقات:

اس تقریب کے بعد احمدیہ مسجد مٹوارہ میں ہمسایہ ملک موزمبیق سے آنے والے وفد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔موزمبیق سے 9/افراد اور پانچ عورتوں پر مشتمل یہ وفد تین دن کا سفر ٹرکوں پر طے کر کے آئے تھے۔گرمی کے موسم میں یہ لوگ اتنا لمبا سفر کر کے حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کی خاطر آئے تھے۔

حضور انور نے ان احباب سے موزمبیق میں جماعت کے حالات دریافت فرمائے اور ملکی حالات کا جائزہ لیا۔حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ میں سے سب سے پرانا احمدی کون ہے تو ایک بزرگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بتایا کہ انہوں نے 1959ء میں مکرم فضل الٰہی بشیر صاحب مبلغ سلسلہ کا ایک سنّی عالم سے مناظرہ سُن کر بیعت کی تھی۔انہوں نے بتایا کہ مناظرہ میں جب سُنّی عالم کامیاب نہ ہوسکا تو اس نے کہا کہ اس شخص (احمدی مبلّغ) کی بات نہ سننا یہ جادوگر ہے۔تو اس کے اس اعلان کو سُن کر میں نے بیعت کی۔

اس ملک میں جماعت کی رجسٹریشن اور مختلف علاقوں میں بولی جانے والی زبانوں کا حضور انور نے جائزہ لیا اور دیگر بہت سے انتظامی امور کا جائزہ لینے کے بعد ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے ان احباب کو نصیحت فرمائی کہ اپنے نوجوان بچوں کو وقف کریں اور وہ بطور معلّم ٹریننگ حاصل کریں تا کہ آپ کے لئے مبلغ کی ضرورت پوری ہو۔حضور انور نے فرمایا اگر آپ سب اپنا ایک ایک بچہ وقف کریں تو آپ کو کافی تعداد میں معلّمین مل جائیں گے۔حضور انور نے موزمبیق میں مسجد تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی۔اور احمدی بچوں کی تعلیمی صورتحال کا جائزہ لیا اور انہیں تاکید کی کہ اپنے بچوں کو تعلیم دلوائیں۔مالی کمی کی وجہ سے آپ کا کوئی بچہ تعلیم سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔حضور انور نے ان کی معاشی حالت اور زراعت کے نظام کے بارہ میں بھی دریافت فرمایا۔

حضور انور نے تمام امور کے جائزہ اور رابطہ کے لئے تنزانیہ سے ایک مقامی مرکزی مبلغ بکر عبید صاحب کو بھجوانے کی ہدایت فرمائی۔ملاقات کے آخر پر وفد کے تمام ممبران نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔

اس کے بعد سات بجے حضور انور نے مسجد احمدیہ مٹوارہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے مبلغ سلسلہ مٹوارہ ریجن افضل بھٹی صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔احمدیہ مشن ہاؤس مٹوارہ مسجد کے احاطہ میں ہی واقع ہے۔اس کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ ہوٹل THE OLD BOMA تشریف لے آئے۔

## 12رمئی بروز جمعرات 2005ء

پروگرام کے مطابق نماز فجر کی ادائیگی کا انتظام ہوٹل میں کیا گیا تھا۔صبح سوا پانچ بجے حضور نے نماز فجر پڑھائی۔

دس بجکر 45 منٹ پر حضور انور ہوٹل سے احمدیہ مسجد مٹوارہ کیلئے روانہ ہوئے۔مسجد میں مٹوارہ اور لنڈی ریجنز کی مجالس عاملہ کے ممبران حضور انور کے ساتھ میٹنگ کیلئے پہلے سے ہی موجود تھے اور اپنی جماعتوں کے لحاظ سے قطاروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ان ممبران کی تعداد یکصد پچاس سے زائد تھی۔

حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور نے عاملہ کے ان ممبران سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ جو مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے عاملہ کے ممبران یہاں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی ذمّہ داری ایک عام احمدی سے بہت زیادہ ہے.حضور انور نے فرمایا عہدہ بہت بڑی ذمہ داری ہے اور یہ عام احمدی سے زیادہ ذمّہ داری کا تقاضا کرتی ہے۔حدیث میں ہے ''سیّد القوم خادمھم''اس لحاظ سے قوم کے لیڈر کا کردار ایک خادم کا کردار ہے۔آپ لوگ جو عاملہ کے ممبران ہیں اس لحاظ سے ہمیشہ مدّ نظر رکھیں کہ آپ لوگ کسی عہدہ کی خاطر عہدیدار نہیں بنائے گئے بلکہ کام کی خاطر بنائے گئے ہیں۔اس لئے عاملہ کے ہر ممبر کو احسن رنگ میں اپنے سپرد فرض کی ذمہ داری ادا کرنی چاہئے۔صدر جماعت کو اپنی ذمّہ داری ادا کرنی چاہئے۔بحثیت صدر جماعت اُس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عاملہ کو ساتھ لے کر چلے اور بحثیت صدر جماعت اپنی ذمّہ داری پوری کرے۔اپنا نمونہ قائم کرے نمازوں کی ادائیگی میں،دعاؤں میں اور اعلیٰ اخلاق میں،اسی طرح باقی عہدیداروں کو بھی اپنے فرائض اَحسن رنگ میں ادا کرنے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ سیکرٹری مال کا کام چندہ وصول کرنا ہے.جماعت کو مالی قربانی کی اہمیت بتانی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے نماز کے بعد دوسرا حکم مالی قربانی کا دیا ہے۔جو لوگ غریب ہیں ان کو چندے کی اہمیت بتائیں اور جو وہ دے سکتے ہیں اُن سے لیں۔جو امیر لوگ ہیں اور ان کے مالی حالات کسی حد تک بہتر ہیں ان کو مالی قربانی میں زیادہ بڑھنا چاہئے اور جو چندہ لینے والے ہیں ان کو بڑے اخلاص،امانتداری سے چندہ کی رقم مرکز میں جمع کروانی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا اسی طرح سیکرٹری تربیت کو اپنا اعلیٰ نمونہ دکھانا چاہئے تبھی وہ دوسروں کی تربیت کر سکتا ہے۔اس طرح سیکرٹری تعلیم کو اپنے علاقہ کے بچوں کا ریکارڈ رکھنا چاہئے اور ان کی تعلیم کا خیال رکھنا چاہئے۔جو بچے مالی لحاظ سے کمزور ہیں اور تعلیم حاصل نہیں کرسکتے اُن کے نام مرکز کو بھجوانے چاہئیں تا کہ ان کی تعلیم کا انتظام کیا جاسکے۔

حضور انور نے فرمایا جیسا کہ میں نے کل بھی اپنے خطاب میں کہا تھا کہ کوئی احمدی بچہ تعلیم حاصل کئے بغیر نہیں رہنا چاہئے۔کسی احمدی بچے کو مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم نہیں چھوڑنی چاہئے۔حضور انور نے فرمایا کہ جو بچے سیکنڈری سکول میں جاتے ہیں ان کا ریکارڈ رکھنا چاہئے۔اس کے بعد جو بچے مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو مزید تعلیم حاصل کرنی چاہئے تا کہ ملک کی خدمت کرسکیں۔اس لحاظ سے سب سیکرٹریان تعلیم کو فعال ہونا چاہئے اور والدین سے معلومات اور کوائف حاصل کرنے چاہئیں۔

حضور انور نے فرمایا میں نے آپ کو تفصیلاً بتا دیا ہے اب اگر آپ مالی کمی کی وجہ سے تعلیم نہ حاصل کرسکنے والوں کے نام نہیں بھجوائیں گے تو آپ کا قصور ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو سیکرٹری تبلیغ ہے اس کو زیادہ سے زیادہ پروگرام بنانے چاہئیں۔آپ نے احمدیت کو اچھا سمجھ کر قبول کیا ہے۔یہ اچھائی دوسروں تک پہنچائیں۔تبلیغ کے گروپس بنانے چاہئیں جو تبلیغ کریں اور جو اچھے پڑھے لکھے اور تربیت یافتہ لوگ ہیں ان کو نئے آنے والوں کی تربیت کا انتظام کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ باتیں آپ کو بتادی ہیں۔خدا آپ کو اس کی توفیق دے۔اسی طرح اور بہت سے عہدیدار ہیں سب کو اپنے اپنے شعبہ میں اچھے رنگ میں کام کرنا چاہئے۔

اس کے بعد حضور انور نے ممبران سے کہا کہ اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو بتائیں۔تو اس پر ایک ممبر نے کھڑے ہو کر حضور انور کا مٹوارہ میں آنے کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں نے کبھی زندگی میں سوچا بھی نہیں تھا کہ حضور کو دیکھوں گا۔آج جب حضور کو دیکھا ہے تو میری نئی پیدائش ہوئی ہے۔

ایک ممبر نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ باوجود بیمار ہونے کے یہاں پہنچا ہوں۔میں نے اور میری اہلیہ نے 1958ء میں بیعت کی تھی۔انہوں نے بتایا کہ میری اہلیہ نماز میں سست ہے۔اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں کی تربیت کرے،باپ کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کو نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائے۔اگر مائیں کمزور ہیں تو باپ بچوں کا خیال رکھے اور نمازوں کی طرف توجہ دلائے۔

ایک ممبر نے کہا کہ ہمارے علاقہ میں 1989ء میں جماعت قائم ہوئی تھی چالیس کے قریب گھر احمدیت میں داخل ہوچکے ہیں۔ہم نے مسجد کے لئے بلاکس بنالئے ہیں۔اب مسجد بنانا چاہتے ہیں۔حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ امسال یہاں مسجد کی تعمیر مکمل کریں۔حضور انور نے فرمایا ہر جگہ جہاں ضرورت ہے مساجد تعمیر کریں۔

ان ممبران نے حضور انور کی خدمت میں ایک چھڑی اور بعض روایتی اشیاء پیش کیں۔آخر پر حضور انور نے ان تمام ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔

پروگرام کے مطابق اب یہاں سے مٹوارہ ایئر پورٹ اور وہاں سے دارالسلام کے لئے روانگی تھی۔حضور انور یہاں سے گیارہ بجکر 40 منٹ پر روانہ ہو کر بارہ بجے ائیر پورٹ پر پہنچے اور VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔بارہ بجکر 35 منٹ پر ایئر تنزانیہ کی فلائٹ TC 7941 مٹوارہ سے دارالسلام کے لئے روانہ ہوئی اور ایک بجکر 35 منٹ پر جہاز دارالسلام ایئر پورٹ پر اترا۔حضور انور VIP لاؤنج میں تشریف لائے۔پولیس کے Escort میں حضور انور کی گاڑی جو کہ حضور انور کے انتظار میں VIP لاؤنج کے سامنے کھڑی تھی۔حضور انور ائیر پورٹ سے روانہ ہو کر اپنی قیامگاہ Movinpick ہوٹل پہنچے۔

پونے پانچ بجے حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں 'مسجد سلام' میں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور کچھ دیر کے لئے مشن ہاؤس میں امیر صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔

لجنہ اماء اللہ تنزانیہ نے حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا کے اعزاز میں ڈنر کا اہتمام کیا تھا۔اس ڈنر کا انتظام 'مسجد سلام' کے بیرونی احاطہ میں کیا گیا تھا۔اس ڈنر سے فارغ ہو کر رات 9:30 بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

## 13رمئی بروز جمعۃ المبارک 2005

نماز فجر حضور انور نے 'مسجد سلام' دارالسلام میں تشریف لاکر پڑھائی۔ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 'مسجد سلام' دارالسلام میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔یہ خطبہ جمعہ ٹیلیویژن رابطہ کے ذریعہ MTA پر Live نشر کیا گیا۔اس طرح تنزانیہ کی سرزمین سے خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا خطبہ جمعہ تھا جو MTA کے ذریعہ Live نشر ہوا۔خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں اس کے بعد حضور انور اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔خطبہ جمعہ کا مکمل متن علیحدہ شائع کیا جارہا ہے۔

## وزیر اعظم تنزانیہ کے ساتھ ملاقات

چار بجے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پرائم منسٹر تنزانیہ HON.FREDRIKT.T.SUMAY سے ملاقات کے لئے پرائم منسٹر ہاؤس تشریف لے گئے۔پرائم منسٹر سے ملاقات 35 منٹ تک جاری رہی۔اس ملاقات کے دوران باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوئی۔پرائم منسٹر نے تنزانیہ میں جماعت کی خدمات کو سراہا اور بتایا کہ جماعت احمدیہ خاموشی کے ساتھ خدمت کرنے والی پُر امن کمیونٹی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی،طبی اور زراعت کے میدان میں جماعت کی طرف سے خدمات پیش کیں اور بتایا کہ افریقہ کے کئی ممالک میں ہم یہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور یہاں بھی ہمارے دو ہسپتال کام کر رہے ہیں اور مزید خدمت کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔پرائم منسٹر نے ملک کے اندر قائم شدہ حکومتی نظام کے بارہ میں تفصیلات بیان کیں۔حضور انور نے سڑکوں کی تعمیر کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا اس طرح آپ کے دوسرے علاقوں سے رابطے بڑھیں گے لوگوں کو آمد و رفت میں آسانی ہوگی۔لوگ آسودہ حال ہوں گے اور ملک ترقی کرے گا۔آخر پر وزیر اعظم نے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ملاقات کے آخر پر حضور انور نے وزیر اعظم کو ایک یادگاری شیلڈ پیش کی۔

وزیر اعظم نے جماعت احمدیہ کے سلوگن Love for all Hatred for none کا بھی ذکر کیا اور جماعت کے کردار اور اخلاق کی تعریف کی۔اس ملاقات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ واپس اپنی قیام گاہ تشریف لے آئے۔

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

ہفت روزہ "بدر" قادیان 8 جون 2004ء میں مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب کے قلم سے بعض درویشانِ قادیان کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔

## بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب (سرپیڑ)

پہلے محترم باباجی کے بیٹے مستری محمد احمد صاحب 16 نومبر 1947ء کو قادیان میں درویشوں میں شامل ہوئے۔ ابتدا میں پروگرام تھا کہ ہر دو ماہ بعد افراد بدل جایا کریں گے مگر بعد میں دونوں حکومتوں کے درمیان بعض قانونی الجھنوں کے باعث یہ ممکن نہ ہوا اور قادیان میں موجود افراد میں سے اکثریت کو تاحیات قادیان میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جن افراد کے متبادل پاکستان سے آگئے ان کی تعداد 6 تھی اور ہندوستان کی جماعتوں سے متبادل تعداد میسر آجانے کے باعث قریباً 138 افراد کو واپس بھجوا دینا پڑا۔ مستری محمد احمد صاحب بھی واپس جانے والوں کی فہرست میں تھے۔ 5 مارچ 1948ء کو آپ کے والد بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب آپ کے متبادل کے طور پر قادیان پہنچ گئے اس لئے اسی کنوائے میں انہیں پاکستان بھجوادیا گیا۔

باباجی ایک ماہر حداد (لوہار) تھے اور گرم کام کرتے کرتے انہیں دوران سر کا عارضہ لاحق ہو گیا ہوا تھا۔ اس عمر کے جو بزرگ قادیان آئے تھے ان کے سپرد کوئی معین ڈیوٹی نہیں تھی۔ انہیں سلسلہ کے لئے دعائیں کرتے رہنے کے لئے فارغ چھوڑ دیا گیا تھا۔ اپنی مرضی سے بعض بزرگ اپنے لئے کوئی کام پسند کر لیتے تھے اور وہ کرتے رہتے تھے۔ بابا مستری محمد اسمٰعیل صاحب نے خود اپنے لئے بہشتی مقبرہ میں قبور کی صفائی کا کام پسند کیا تھا۔ اور بڑی باقاعدگی سے اس کام میں لگے رہتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے بہشتی مقبرہ میں ہی پہرہ داران والے کمرہ میں رہائش رکھ لی تھی۔

آپ کی وفات 8 دسمبر 1970ء کو ہوئی۔ تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

==========

## محترم بابا محمد اسمٰعیل صاحب

آپ مکرم محمد عبداللہ صاحب کے فرزند تھے اور آزادی سے قبل دفتر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان میں مددگار کارکن تھے۔ آپ ان کارکنان میں سے تھے جنہیں قادیان میں رکھے جانے کا فیصلہ ہوا اور جب 1950ء میں دفاتر کی ازسرنو تنظیم عمل میں آئی تو باباجی کو دفتر بیت المال میں ہی بطور مددگار کارکن مقرر کیا گیا اور آپ ریٹائرمنٹ کی عمر تک وہیں خدمات بجالاتے رہے۔

آپ فتح گڑھ چوڑیاں کے رہنے والے تھے قادیان میں ملازمت مل جانے کی وجہ سے محلّہ دارالیسر (قادیان) میں چند مرلے زمین خرید کر اپنا مختصر سا کچا مکان بنالیا۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد آپ کو تھوڑی تھوڑی کھانسی رہتی تھی جس کا علاج احمدیہ شفاخانہ سے کرواتے رہتے تھے مگر آرام نہ آیا۔ پھر بخار بھی رہنے لگا تو امرتسر ہسپتال میں معائنہ کروانے پر ٹی بی کی تشخیص ہوئی۔ اسی مرض کے نتیجہ میں آپ نے 11 مارچ 1972ء کو وفات پائی۔ آپ نے سارا زمانہ درویشی تجرد میں گزارا۔ اہلیہ غالباً وفات پاچکی تھیں اور بچے سب پاکستان جا چکے تھے۔ تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

==========

## مکرم عبیدالرحمٰن صاحب فانی بنگالی

آپ مکرم عطاء الرحمن صاحب بنگالی کے فرزند تھے۔ جب سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے 1944ء میں تحریک فرمائی کہ کم عرصہ میں ٹریننگ دے کر معلم تیار کئے جائیں جو دیہاتی علاقوں میں بچوں کو قرآن کریم اور ابتدائی دینی مسائل پڑھا سکیں تو ہر سال نوجوان دیہاتی معلمین (واقفین زندگی) کی ایک کلاس تربیت پاکر میدان عمل میں بھجوائی جانے لگی۔ اس سلسلہ کی یہ تیسری کلاس تھی جو 1946ء میں داخل ہوئی لیکن اپریل 1947ء میں ہی حالات خراب ہونے پر اس کلاس کا خاصا وقت پہروں اور حفاظتی ڈیوٹیوں میں گزر گیا۔ جب قادیان سے آخری کنوائے 16 نومبر 1947ء کو چلا گیا تو اس کلاس کے چالیس طلبہ اور ایک اتالیق محترم مولوی عبدالقادر صاحب کو بھی قادیان میں رہنے کی ہدایت ہوئی۔ اس کلاس کو 1950ء تک مسلسل پڑھنے اور مختلف تربیتی پروگراموں میں شامل ہونے کا موقع مل گیا۔ اس کلاس میں پانچ لڑکے بنگال سے تھے۔ ان میں سے ایک مکرم عبیدالرحمٰن صاحب فانی تھے۔ آپ بڑے ذہین وفہیم اور ہوشیار طالب علم تھے 1950ء میں اس کلاس سے فارغ التحصیل ہو کر آپ کو بنگال بھجوایا گیا جہاں آپ مختلف مقامات پر خدمت بجالاتے رہے۔ جلسہ سالانہ 1971ء میں شرکت کے لئے جب آپ قادیان آئے تو کچھ روز بعد ہی دل کا حملہ ہوا اور 1972ء کے آغاز میں وفات پائی۔ آپ موصی تھے اس لئے بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

## مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب گجراتی

ہفت روزہ اخبار "بدر" قادیان 21 ستمبر 2004ء کے مطابق مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب گجراتی درویش قادیان 28 اگست کو وفات پاگئے۔ آپ 1921ء میں شیخ پورہ اُچیاں ضلع گجرات میں حضرت چوہدری فتح دین صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ سکول میں تعلیم نہیں پائی بلکہ ہوش سنبھالتے ہی اپنے والد صاحب کے ساتھ کھیتی باڑی کے کام میں لگ گئے۔ 1939ء میں دوسری عالمگیر جنگ شروع ہوئی تو سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کی تحریک پر کہ احمدی نوجوان برطانوی فوج میں بھرتی ہو جائیں، آپ بھی فوج میں بھرتی ہو گئے اور چھ سال تک فوجی خدمات کے بعد جنگ بند ہو جانے پر فارغ ہوئے۔ 1947ء میں جب آزادی سے قبل ہی فسادات کے نتیجہ میں ہزاروں پناہ گزین قادیان آگئے تو انہیں سنبھالنے کے لئے حضورؓ کی تحریک پر بیرونی جماعتوں سے خدام قادیان آگئے جن میں محترم چودھری صاحب بھی شامل تھے۔ چنانچہ آپ ابتدائی درویشان میں سے تھے۔

قادیان میں آپ پہرہ اور دیگر ڈیوٹیوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ زمانہ درویشی میں آپ نے صدر انجمن احمدیہ کے مختلف اداروجات میں خدمت کی۔ 1950ء میں حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے اس ارشاد پر کہ درویشان میں سے جن کی فیملیاں پاکستان میں ہیں وہ قادیان منگوالیں اور جو بغیر شادی کے ہیں وہ ہندوستان میں شادی کرلیں، مکرم چودھری صاحب نے بھی 1951ء میں مکرمہ صفیہ خاتون صاحبہ بنت مکرم عابد حسین صاحب مرحوم بھاگلپور سے شادی کر لی۔ اس اہلیہ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں عطا کیں جن میں سے ایک لڑکی کمسنی میں فوت ہو گئی۔ باقی تمام بچے تعلیم یافتہ اور برسرروزگار ہیں۔

محترم چوہدری ظہور احمد صاحب گذشتہ دو سال سے پیرانہ سالی اور بعض دیگر عوارض میں مبتلا تھے اور مثانہ میں کینسر کے مریض تھے۔ بیماری کو دعا اور بڑے صبر سے برداشت کیا۔ عرصہ درویشی نہایت صبر و شکر و سادگی سے گزارا۔ مالی تنگی کے باوجود اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ جس کے لئے جماعتی مفوضہ ڈیوٹی کے ساتھ زمینداری کا کام بھی کرتے رہے۔ خوش خلق، ملنسار اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ درویشان میں تدفین ہوئی۔

## مکرم مرزا عبداللطیف صاحب

ہفت روزہ "بدر" قادیان 29 مارچ 2005ء میں مکرم حکیم بدرالدین عامل بھٹہ نے درویش قادیان مکرم مرزا عبداللطیف صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

مکرم مرزا عبداللطیف صاحب بھی اپنے والد بزرگوار مکرم مرزا مہتاب بیگ صاحب کے ساتھ درزی خانہ میں کام کرتے تھے۔ جنگ عظیم ثانی میں جب گورنمنٹ نے سستے کپڑے کے ڈپو شہروں میں کھولے تو مکرم مرزا مہتاب بیگ صاحب کو بھی سستے کپڑے کا ڈپو الاٹ ہو گیا جس کا تمام ترکاروبار مکرم مرزا عبداللطیف صاحب ہی چلایا کرتے تھے۔

1947ء میں اگرچہ صدر انجمن احمدیہ کے پاس جلسہ سالانہ اور لنگر خانہ کی معمول کی ضروریات کیلئے پانچ ہزار بوری گندم کا سٹاک موجود تھا۔ مگر قادیان کا جو علاقہ احمدیوں کے قبضہ میں تھا، وہاں گھروں میں بھی گندم چاول گھی تیل دالوں وغیرہ کا سٹاک موجود تھا۔ یہ سارا سٹاک اکٹھا کر کے مرزا عبداللطیف صاحب کے چارج میں دے دیا گیا اور آپ یہاں سٹور کیپر کے طور پر کام کرتے رہے۔ 30 اپریل 1956ء کو آپ کو لنگر خانہ کا نگران مقرر کر دیا گیا۔ پھر دفتر امارت مقامی میں ایپرسٹ کلرک لگایا گیا جہاں آپ لمبا عرصہ خدمت بجالاتے رہے۔ 1984ء میں آپ مسلسل بخار میں مبتلا رہنے لگے۔ علاج شروع ہوا۔ بخار تو اُتر گیا مگر صحت بحال نہیں ہوئی اور 30 دسمبر 1984ء کو وفات پاکر اگلے روز بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک ہوئے۔

آپ نے سارا عرصہ درویشی تجرد کی حالت میں گزارا۔ آپ کی اہلیہ اور بچے 1947ء میں ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے تھے۔ آپ ویزہ پر کئی مرتبہ پاکستان جاکر بچوں سے مل آتے رہے اور آپ کی اہلیہ بھی کئی مرتبہ قادیان آکر مل جاتی رہیں مگر مستقل قیام کے لئے قادیان نہیں آئیں۔

---

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا مئی و جون 2004ء میں شامل اشاعت مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

خدا "مسرور" کو مسرور رکھے
ہمیشہ رنج و غم کو دُور رکھے
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کی
یہ خاتم نور سے معمور رکھے
خلافت کو عطا ہو کامرانی
خدا شیطان کو محصور رکھے
عطا ہو عمر و دولت، عون و نصرت
خدا میری دعا منظور رکھے

---

ماہنامہ "انصاراللہ" جون ۲۰۰۲ء میں شامل اشاعت محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

خلافت باعثِ تہذیبِ انساں
خلافت ہی سے شانِ مؤمنیں ہے
خلافت بندگانِ حق کے حق میں
حصارِ امن و ایمان و یقیں ہے
خلافت کے بغیر اے قومِ احمدؐ
نہ دنیا ہے نہ عقبیٰ ہے نہ دیں ہے
یہ ہے زندہ نشاں خدا کا
وہی اس کا مددگار و معیں ہے

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)



Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org



ISSN: 1352 9587

Vol. 12 | Friday , June 10, 2005 | Issue No. 23


سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

# تبلیغ کے میدان میں انقلاب لائیں۔ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں اور اپنی قوم کو اور اپنے لوگوں کو بُرے کاموں سے نجات دلائیں

## مستورات سے خطاب، جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب، اجتماعی بیعت،

## مٹوارہ میں ورود مسعود اور والہانہ استقبال، احمدیہ مسجد مٹوارہ کی افتتاحی تقریب،

## وزیر اعظم تنزانیہ کے ساتھ ملاقات، موزمبیق کے وفد سے ملاقات، مٹوارہ اور لُنڈی ریجنز کی مجالس عاملہ کے ممبران کے ساتھ میٹنگ


(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)


### 10رمئی بروز منگل 2005ء:

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر پڑھائی ۔آج جلسہ سالانہ تنزانیہ کا دوسرا اور آخری روز تھا۔ پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ سوا دس بجے صبح لجنہ اماء اللہ سے خطاب کے لئے جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ایک وسیع وعریض پارک میں جلسہ کے جملہ انتظامات کئے گئے تھے۔مردانہ مارکی سے کچھ فاصلہ پر لجنہ کے لئے مارکی لگائی گئی تھی۔جلسہ گاہ کو خوبصورت بینرز کے ساتھ سجایا گیا تھا۔کھانا کھلانے کے لئے اور دیگر انتظامات کے لئے علیحدہ شامیانے کینیا سے منگوائے گئے تھے کیونکہ تنزانیہ میں یہ چیزیں دستیاب نہیں ہیں۔

### مستورات سے خطاب:

لجنہ اماء اللہ تنزانیہ کے جلسہ کے اس سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس کے بعد نظم پیش کی گئی اس کے بعد حضور انور نے خطاب فرمایا۔تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:۔

اسلام نے عورت کی تربیت کے بارہ میں بہت کچھ بیان کیا ہے ۔ ہر احمدی عورت کو چاہئے کہ ان اسلامی تعلیمات کو سمجھے اور ان پر عمل کرے۔آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا ہے اس لئے آپ کا بہت بڑا فرض بنتا ہے کہ ان اسلامی تعلیمات پر عمل کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ عورت کو چاہئے کہ اپنی حفاظت کرے۔حضور انور نے سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر 13 کی تلاوت فرمائی اور اس آیت قرآنیہ میں دی گئی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت میں بہت اعلیٰ معیار اور صفات کی حامل عورتوں کے بارہ میں تعلیم ہے کہ وہ شرک نہیں کریں گی اور دوسری برائیوں میں ملوث نہیں ہوں گی۔حضور انور نے فرمایا کہ عورتیں عام طور پر کمزور ہیں یہاں جو شرک کا تعلق عورت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جلد شرک میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔اور خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا شروع کر دیتی ہیں۔

حضور انور نے خواتین کو نیکیاں اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آپ نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔صدقہ دیں، خدا تعالیٰ کی حمد کریں اور اُسی سے مدد مانگیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض عورتیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی بجائے دنیا کی چیزوں سے مدد مانگتی ہیں اور خدا تعالیٰ کو بھول جاتی ہیں۔فرمایا اگر عورتوں کی اصلاح ہو جائے تو پھر آئندہ نسلوں میں اچھے بچے پیدا ہوں گے۔ ہر عورت کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے اور اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کرنی چاہئے کہ آئندہ آنے والی نسل اچھی ہو اور نیکیوں پر قائم ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ بچے کی پیدائش کے بعد عورت تکلیف میں گرفتار ہو جاتی ہے اور وہ سارا عرصہ اس تکلیف کو برداشت کرتی ہے۔ بچے کو اٹھائے رکھتی ہے ۔کیا ایسی عورت اپنے بچے کو قتل کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ۔فرمایا کہ یہاں اس قتل کا مطلب یہ ہے کہ غلط تربیت کر کے اپنی اولاد کو قتل نہ کرے۔پس ہر عورت کو چاہئے کہ وہ خود اچھا بنے اور اپنے بچوں کو اچھا بنائے اور بچوں کو اچھی طرح سکھائے کیونکہ بچہ اچھا بھی جلد سیکھتا ہے اور بُرا بھی جلد سیکھتا ہے۔

حضور انور نے ایک مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک آدمی بہت بُرا تھا وہ قتل اور ڈاکہ زنی میں ملوث تھا۔ایک دن انہی کاموں نے اُس کو پھانسی کے تختہ پر پہنچا دیا۔ پھانسی سے قبل اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا اپنی ماں سے ملاقات کا خواہشمند ہوں۔ جب اُس کی ماں اُسے ملنے کے لئے آئی تو اُس نے ماں سے کہا اپنی زبان باہر نکالو۔ جونہی اس نے زبان نکالی تو اس نوجوان نے اپنے دانتوں سے بُری طرح اس کو کاٹ دیا۔ وہ درد سے چلائی ۔ یہ شور شرابہ سُن کر چوکیدار نے اُس کو پکڑ کر پوچھا کہ تمہیں شرم نہیں ہے ۔ پھانسی کے قریب ہو اور پھر بھی ایسی حرکتیں کر رہے ہو ۔اُس نوجوان نے جواب دیا کہ میں جب بچپن میں چھوٹی موٹی غلطیاں کرتا تھا تو لوگ میری والدہ کے پاس شکایات لے کر آتے تھے تو یہ ان شکایات کی کوئی پرواہ نہ کرتی تھی اور مجھے منع بھی نہیں کرتی تھی۔آج اس کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ میں پھانسی کے تختہ تک پہنچا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا : ماؤں کو اپنے بچوں کے احساسات کو دیکھنا چاہئے اور ان کو اچھی طرح سکھانا چاہئے ۔ ہمیشہ ان کے اخلاق کو درست کرنا چاہئے اگر آپ نے ایسا کر لیا تو آپ کامیاب ہو گئیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اُس نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتوں کی نمائندگی میں آئی ہوں۔ جہاد مردوں کے لئے ہے یا ہم عورتوں کے لئے بھی۔ ۔اس سلسلہ میں کوئی حکم ہے؟ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے خاوندوں کی اطاعت کرو۔اللہ کے حقوق ادا کرو۔ یہی تمہارا جہاد ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آج کے دور میں تلوار کا جہاد ختم ہے ۔خدا تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اور عبادت ہی جہاد ہے اور عورت کا جہاد اپنے خاوند کی اطاعت کرنا ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ عورت کا جہاد اپنے آپ کی حفاظت کرنا بھی ہے اور زنا سے بچنا بھی ہے ۔عورت کو چاہئے کہ اس کے خلاف جہاد کرے ۔افریقن ممالک ایڈز کی بیماری سے بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سو سال قبل اس بیماری کے بارہ میں بتا دیا تھا اور آج جو اسلامی تعلیمات کی پرواہ نہیں کرتا وہ ان مصائب میں گرفتار ہو جاتا ہے ۔ ہر عورت کو چاہئے کہ وہ اس سے بچے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے۔

حضور انور نے فرمایا: افریقہ کی عورت بہت محنتی ہے ۔عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے اخلاق درست کرے ۔سوسائٹی کے لئے اور اسلام کے لئے اعلیٰ مثال ہو۔اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور آپ اپنے ملک کی مثالی عورتیں بنیں ۔آمین

حضور انور کا خواتین سے یہ خطاب گیارہ بجکر 35 منٹ تک جاری رہا۔خطاب کے بعد حضور انور نے بکری عبیدی صاحب مبلغ تنزانیہ کی بچیوں کو بلایا اور انہوں نے کورس کی شکل میں خوش الحانی کے ساتھ استقبالیہ نظم پیش کی ۔آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔

ساڑھے چار بجے حضور انور نے احمدیہ مسجد سلام' دارالسلام میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس ہوٹل میں تشریف لے گئے۔

رات بھر شدید بارش ہونے کی وجہ سے جلسہ کے انتظامات متأثر ہوئے ۔بارش کا یہ سلسلہ آج سارا دن جاری رہا اور اُس پارک میں جہاں جلسہ کے لئے مارکی لگائی گئی تھیں اور دیگر انتظامات کئے گئے تھے پانی کھڑا ہو گیا۔اس ہنگامی صورتحال میں جلسہ کی انتظامیہ نے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک وسیع وعریض ہال کرایہ پر حاصل کر کے جلسہ کے اختتامی اجلاس کے انتظامات کئے ۔صرف دو گھنٹوں کے اندر نہایت خوش اسلوبی اور نظم وضبط کے ساتھ جلسہ کے تمام انتظامات اس ہال میں منتقل کر دیئے گئے اور جلسہ میں شامل ہونے والے دس ہزار سے زائد احمدی احباب بھی انتہائی کم وقت اور


باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں